

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

# سمرپن

معلے القاب جناب لالہ کرم چند صاحب دام اقبالہٗ

بھگت اپنی بھگتی کا اظہار مختلف طریقوں سے کرتا ہے۔ کبھی اِشٹ
کے سامنے سر جھکاتا ہے کبھی گڑگڑاتا ہے کبھی پھل پھول چڑھاتا ہے اور کبھی صبح و
شام بھجن گاتا ہے۔ مگر پتا میں آپ کو کیسے جتاؤں؟ اپنی سچی بھگتی شردھا اور پریم کا
یقین کس طرح دلاؤں؟ مجھے تو سب باتیں نہیں آتیں۔ اس چھوٹی سی کتاب کا کچھ حصہ
میں نے کیتھل میں آپ کے پاس رہ کر لکھا تھا۔ اسلئے اسے آپ کے شری چرنوں
میں ارپن کرتا ہوں۔ اسے ہدیہ ناچیز سمجھ کر قبول فرمایئے۔

خادم احقر

کدار ناتھ خورشید

# مایا

## پہلا بیان

رام چرن پانڈے امیر کبیر آدمی تھے۔ باپ دادا کا موروثی پیشہ چھوڑ کر پچیس برس تک سرکاری ملازمت کی۔ اب بڑھاپے میں پنشن لیکر گھر آ گئے تھے روپیہ پیسہ کافی تھا۔ اُن کی لڑکی متو دیوی ، اٹھارہ سال کی ہو گئی تھی۔ اچھا بر نہ ملنے کی وجہ سے ابھی تک کنواری تھی۔

گنگا پار وارا گنج کے پانڈے راما ناگرہ کے لڑکے وجے بہادر سے اسکی سگائی ہوئی تھی رام چرن نے اپنے ہونیوالے داماد کو ایک دن اپنے گھر بلایا۔ رام چرن کی کل جائداد تقریباً بیس ہزار کی تھی اُنہوں نے خیال کیا کہ سب کی سب اپنے داماد کے نام لکھ دیں اور متو کی شادی دیکھ کر بڑھاپے میں سُکھ سے مریں ——— یہی سوچکر وجے بہادر کو بلایا تھا۔

شام کے وقت جب سورج دیوتا پاتال کو جانے لگے تو پرتھوی کے چہرے پر کسی قدر سیاہی پھیل گئی۔ چند پرند اپنے اپنے گھونسلوں میں گھس گئے۔ مکان کے برآمدے میں ایک پنجرہ لٹک رہا تھا اُس میں چکور چُپ چاپ بیٹھا ہوا آسمان میں اُڑتے ہوئے پرندوں کو دیکھ رہا تھا۔ وہ بھی ان کی سُر میں سُر ملا کر یکبارگی بول اُٹھا۔ ہر چہار طرف شام کا جھٹپٹا دیکھ کر گیدڑ خوشی کے مارے

ہواں ہواں کرنے لگے۔ ستر برس کے بوڑھے رام چرن پانڈے الماری سے کاغذ نکال کر دیکھ بھال کر رہے تھے۔ کچھ دیر بعد بھولا کو پکار کر کہا "بھولا! ایک چلم گانجہ تو پلا۔"

بھولا پہلے ہی ہتھیلی پر گانجہ رکھے ہوئے موجود تھا۔ وہ ذات کا اہیر تھا۔ اس نے بچپن سے ہی پانڈے جی کے ہاں پرورش پائی تھی۔ اور انہی کے ہاں کام کرتا تھا۔ بھولا کی شکل و صورت اچھی تھی۔ ہونٹوں پر ہمیشہ ہنسی کھیلتی رہتی تھی۔ کام کاج میں چست اور چالاک تھا۔ پانڈے جی اُسے لڑکے کی مانند پیار کرتے اور چاہتے تھے۔ گھر کی عورتوں میں بھی گھلا بندروں آتا جاتا تھا۔

اُس نے پیتل کی لمبی چلم میں گانجہ بھر کر حقہ مالک کے حوالے کیا۔ رام چرن پانڈے گانجہ۔ بھنگ۔ افیم۔ چرس اور چانڈو وغیرہ سب استعمال کرتے تھے۔ شراب دیسی نہیں مگر ولایتی پوشیدہ طور پر کبھی کبھی پیتے تھے۔ چلم کے پہلے ہی کش سے تمام کمرے میں دھوئیں کے بادل نظر آنے لگے۔

اتنے میں سامنے سے ایک نوجوان لڑکی سر کے بال بکھیرے ہوئے دروازے میں آ کھڑی ہوئی اور کہنے لگی "پنڈائن کہتی ہیں کہ آج دال روٹی بنیگی یا پراٹھے؟"

لڑکی کا ملاحت آمیز حسن اُس کے تمام جسم پر نور برسا رہا تھا اُس کا جوبن گویا پھٹا پڑتا تھا۔ آنکھیں نشۂ شباب سے مخمور تھیں۔ چہرہ حسن کی آب و تاب سے جگمگا رہا تھا۔ سیاہ اور لمبے بالوں کی لٹیں کمر اور سینے پر بکھری ہوئی تھیں۔ نشۂ شباب سے متوالی ہو رہی تھی شاعروں نے جس حسن کی تعریف کی ہے وہ مکمل اس میں موجود تھا۔ یہی پانڈے جی کی لڑکی متو دیوی تھی۔

متو کے اس سوال سے خوش ہو کر پانڈے جی نے کہا "بیٹی! میں کچھ نہیں کھاؤں گا کیونکہ وید راج کے ہاں کھانا کھا آیا ہوں۔ ابھی تک کھٹی ڈکاریں آرہی ہیں۔ اب پانی پینے کو بھی طبیعت نہیں چاہتی۔ گھنٹہ دو گھنٹہ بعد آدھ پاؤ چھٹانک دودھ دے دینا۔

تمہاری جو مرضی ہو بناؤ۔ اور دیکھو آج مہمان آئے ہیں۔ ان کے لئے لذیذ اور عمدہ
کھانا تیار کرنا ہوگا۔

اتنا کہکر انھوں نے پھر بھولا کے ہاتھ سے چلم لے کر دم لگایا۔

پتا کی بات پنڈت جی سے کہنے کے لئے منو مسکرائی اور نال سے پاؤں زمین پر رکھتی ہوئی رسوئی خانہ میں گئی۔ رام چرن نے چلم بھولا کے ہاتھ میں دے کے کہا "ذرا ہمارے مہمان کو یہاں بھیج دینا"۔

"بہت اچھا" یہ کہکر بھولا دم لگاتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ وجے بہادر سسر کے پاس آکر بیٹھ گئے۔ ادھر منو بھی آدھی بات کہکر اپنے کمرے میں چلی گئی اور چراغ جلاکر پریم ساگر پڑھنے لگی۔ بھولا غور سے منو کے منہ کی طرف دیکھتا ہوا کتھا سننے لگا۔

رام چرن نے وجے بہادر کو اپنے پاس بٹھا کر کہا "سنو۔ وجے! یہ وصیت جو میں نے لکھی ہے۔ تمہیں سنانا چاہتا ہوں اور اسی لئے تمہیں بلایا ہے۔ تم جانتے ہو کہ منو کے علاوہ میرا اور کوئی نہیں۔ ممکن ہے کہ کل کو برادری والے کوئی جھگڑا اٹھائیں۔ اس لئے یہ وصیت لکھ دی ہے۔ میری تمام جائداد تمہاری ہے۔ کل اس کی رجسٹری کرادوں گا۔ میری کل جائداد تیس ہزار کی ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم دونوں مزے سے اپنی زندگی بسر کرسکو گے۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اس گھر کا چراغ گل نہ ہو میں نے اپنی تمام زندگی میں جو کچھ پیدا کیا اس سے میں نے پندرہ ہزار کی زمین اور پندرہ ہزار کا کمپنی کا کاغذ خرید لیا۔ جو اب اس وصیت نامہ میں تمہارے نام کردیا ہے۔ میں اب مرنے کے قریب ہوں۔ میری زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں رہا۔ اب تک شادی ہو چکی ہوتی اور میں اس اہم کام سے چھٹکارا پا چکا ہوتا۔ سب باتیں طے ہو چکی تھیں۔ مگر ایشور کا شکر ہے کہ آفت سر سے ٹل گئی۔ اگر وہ شادی ہو جاتی تو میری منو جیتے جی نرک میں پہنچ جاتی۔ لڑکا بڑا ہی بدمعاش اور نالائق نکلا۔ میں تاڑ گیا اور بال بال بچ گیا۔ تم نے جگت لال کے لڑکے شکم لال کا نام سنا ہی ہوگا۔ جب منو کی سگائی اس

سے ہونے کی خبر مشہور ہوئی تو بہتیرے شریف آدمی میرے پاس آئے اُنہی کے کہنے سُننے پر جب میں نے تحقیقات کی تو بات ٹھیک نکلی - اب بھگوان کی کرپا سے یہ سُندر جوڑی اچھی ملی ہے میری خواہش ہے کہ جس قدر جلد ہو سکے شادی سے فارغ ہو جاؤں -

دیکھو بیٹا! زندگی ختم ہونے کو ہے بہت تھوڑی باقی رہ گئی ہے - میں زمانے کا اُتار چڑھاؤ سب کچھ دیکھ چکا ہوں - پلٹن میں رہ چکا ہوں - بہت کچھ کمایا - پیدا کیا - مگر افسوس! جن کے لئے یہ سب کچھ کیا وہ نہیں رہے - تین جوان اور پہلوان لڑکے ایک دن کی بیماری میں ہی دُنیا سے چل بسے - ایک لڑکی اور ماری گئی - اب یہ صرف منو رہ گئی ہے - اس کا بھی مجھے کچھ بھروسہ نہیں - جب میری پلٹن آگرے میں تھی - تینوں لڑکے ہیضے سے مر گئے - اُن کا دُکھ درد ماں بھی نہ سنبھال سکی - اور پرلوک سدھار گئی - میں بدنصیب دُکھ درد سہنے کے لئے ابھی تک زندہ ہوں - لڑکوں کی ماں ایک سال کی منو اور تین سال کی اس کی بہن کو چھوڑ مری تھی - دوسری لڑکی کو زیور کے لالچ سے کسی نے مار ڈالا - کاگا رنڈل میں جب ایک متمول زمیندار کے ہاں ڈاکہ پڑا تھا تو میں بھی وہاں درگا پُوجا کے لئے گیا ہوا تھا منو کی بڑی بہن کو اُسی رات کمبختوں نے مار کر ندی میں ڈال دیا - ہائے! اُس بیچاری کی موت میرے سبب سے ہوئی - اُس کے جسم پر ایک ہزار روپے کا زیور تھا - وہ زیور ہی اُس کی موت ثابت ہُوا - اُس روز سے میں نے منو کو زیور پہنانے کی قسم کھا لی تھی جب بالغ ہو گئی تو میں نے سب کچھ اسی پر چھوڑ دیا - اب جو چاہتی ہے پہنتی ہے کوئی روک ٹوک نہیں میرا خیال ہے کہ جو لوگ اپنے بچوں کو زیور پہناتے ہیں وہ اپنے ہاتھوں خود اپنے بچوں کا خون کرتے ہیں - خیر! اب یہ باتیں کہنے سے کچھ حاصل نہیں ہوگا جو کچھ بھگوان نے قسمت میں لکھ دیا ہے وہ تو بھوگنا ہی پڑے گا - اُمید پر ہی دُنیا کا کام چلتا ہے - مجھے بھی اُمید ہے کہ میری لڑکی سے ہی میرا نام دُنیا میں باقی رہے گا - بھگوان میری خواہش پوری کریں یہی بنتی ہے -

پنڈائن کانپ رہی ہیں "

رام چرن یہ سن کر چونک اُٹھے۔ بولے "اُف! گیارہ بج گئے۔ چلو بیٹا! بھوجن کر لیں، جاڑے کی رات ہے" پھر نیچے اُتر کر اُنہوں نے ایک پاؤں میں کھڑاؤں پہنی اور دوسری ٹٹول رہے تھے کہ دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔ چونک کر پوچھا "کون ہے؟"

اُن سے پہلے ہی وجے بہادر باہر جا چکے تھے۔ انہیں پکار کر رام چرن نے کہا "ادھر کہاں ——؟ باہر نہ جانا ایشور جانے کس نے دروازہ کھولا ہے۔ بھولا کہاں گیا؟ بھولا! بھولا!! او بھولا!!!"

مگر بھولا کا پتہ نہیں چلا۔ رام چرن کے گھر میں منتو اور پنڈائن کے علاوہ تیسرا شخص نہیں تھا۔ اس لئے زیادہ نوکروں کی ضرورت نہیں تھی۔ اگر وہ چاہتے تو بہت سے خدمتگار رکھ سکتے تھے۔ مگر بلا وجہ روپیہ خرچ کرنا انہیں پسند نہ تھا۔ بھولا پر گھر کے کام کاج کا تمام بوجھ تھا۔ جب بار بار پکارنے پر بھی بھولا نہیں آیا تو رام چرن خود ہات میں لالٹین لیکر صدر دروازہ کی طرف گئے اور وجے بہادر سے کہنے لگے "ٹھہرو ٹھہرو کہاں جا رہے ہو؟" وجے نے باہر جا کر ہر طرف نظر دوڑائی مگر انہیں کچھ نظر نہیں آیا۔

رام چرن نے کہا "آؤ بیٹا اندر آؤ اور دروازہ بند کر دو" پانڈے جی نے یہ کہکر اپنے ہات سے دروازہ بند کر دیا۔ داماد کو لے کر رسوئی خانہ میں گئے اور خوب کھلایا پلایا۔ مگر خود کچھ نہ کھا سکے۔ پتا کے لئے منتو ایک کٹوری میں دودھ لے گئی اُسے پی کر دونو خسر داماد اپنے اپنے کمروں میں جا لیٹے تھوڑی ہی دیر بعد بھولا چلم کو ہات میں لئے ہوئے کمرے میں داخل ہوا۔ رام چرن اُسے دیکھتے ہی غصہ کے جوش سے "بھولا! تو اتنی دیر کہاں رہا؟ چلاتے چلاتے میں ہار گیا مگر تو نے سنا ہی نہیں"

"مجھے نیند آ گئی تھی اب پنڈائن نے جا کر جگایا تو آنکھ کھلی سردی کے مارے ہات پاؤں کام نہیں کرتے" یہ کہکر بھولا نے چلم حقہ پر رکھی اور خود باہر چلا گیا۔

[illegible]

[illegible]

نہیں رہا۔ کیا خبر اُس کے دل میں کیا خیال پیدا ہو جائے اگر اس کی بجائے یہ میرا خون کر دیتا تو بہت اچھا ہوتا۔"

یہ کہکر رام چرن ٹینگا کی طرف دیکھنے لگے۔

"ارے باپ رے خون! ــــ اسی بھولا نے خون کیا؟ اسے تو ہم لوگ بالکل سیدھا سادھا شخص جانتے تھے۔ ہے بھگوان! یہ کیا انرتھ ہوا ــــ ثابت ہوا کہ کسی کے دل کی بات دوسرا شخص نہیں جان سکتا۔ دُنیا میں کس پر اعتبار کیا جائے؟ چلئے ذرا دیکھیں تو سہی کہ کس کمرے میں خون ہوا ہے؟" یہ کہکر ٹینگا رام چرن کے ساتھ مکان کے اندر گیا۔ پنڈائن۔ متو اور بھولا بھی اُن کے پیچھے پیچھے گئے۔ رات ختم ہو چکی تھی۔ آسمان پر روشنی پھیلتی جا رہی تھی۔ کہیں کہیں دو ایک مدھم ستارے حسرت بھری نگاہوں سے دُنیا کو خیر باد کہتے ہوئے نظر آتے تھے مگر ابھی تک اُس دھندلی روشنی میں ہر ایک چیز صاف نظر نہیں آتی تھی چوکیدار اُس دُھندلی روشنی میں متو کی طرف دیکھ کر چونکا اور پوچھنے لگا "ارے یہ کیا؟ ــــ متو کے کپڑوں میں یہ خون کیسا؟ ــــ"

رام چرن کو یہ بات پہلے معلوم نہیں ہوئی تھی۔ ورنہ متو کے کپڑے بدلوا دیتے بولے گھر میں خون کی ندی بہہ رہی ہے متو اسی کمرے میں بیہوش ہو کر گر گئی تھی۔ کپڑوں میں خون لگنا ضروری اور لازمی تھا۔ ٹینگا! ہم تو مرد آدمی ہیں۔ پلٹن میں کام کرتے کرتے بال سفید ہو گئے خون اور قتل دیکھتے دیکھتے ہمارا کلیجہ پتھر کا ہو گیا ہے۔ مگر پھر بھی میں نے جب یہ خوفناک نظارہ دیکھا تو ماتھا پکڑ کر وہیں بیٹھ گیا۔ دیکھو میرے جوتے بھی خون سے بھیگے ہوئے ہیں میرا خیال ہے کہ میرے کپڑوں میں بھی خون کا داغ ہوگا۔ یہ کہہ کر پانڈے جی اپنے کپڑے دیکھنے لگے۔

ٹینگا سیڑھیوں سے اوپر چڑھتے چڑھتے بولا "باپ رے باپ! یہ تو بڑی آفت آئے گی معلوم ہوتا ہے کہ اس خون کے معاملے میں سب پکڑے جائیں گے۔ آؤ! پہلے کمرے کو تو

اور کتنے ہی خوف کے مارے اس طرف نہیں گئے۔ چھوٹے چھوٹے لڑکے دیکھتے ہی خوف سے چلّانے اور بلبلانے لگے۔ جوں جوں دن چڑھتا گیا بھیڑ زیادہ ہوتی گئی۔ کسی نے کہا — باپ رے باپ اتنا خون ایک آدمی کے جسم سے! دوسرے نے کہا دیکھتے نہیں ہو تازہ خون ہے معلوم ہوتا ہے جیسے کسی نے بکرا کاٹ دیا ہے۔ تیسرے نے کہا۔ لاش کا بھی پتہ نہیں چلتا۔ ڈاکوؤں کے پاؤں کے نشان اب بھی موجود ہیں۔ وہ لوگ لاش ضرور اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ الغرض جتنے منہ اتنی باتیں۔

خبر پاتے ہی رام چرن پانڈے کے مکان پر پولیس آ پہنچی۔ تھانیدار، جمعدار، چوکیدار ہیڈ کانسٹبل سب ہی تھے۔ اُنہوں نے وہاں پہنچکر بیان لینا شروع کیا۔ رام چرن نے ہر طرح سے یہی ثابت کیا کہ بھولا نے ہی خون کیا ہے۔ پانڈے جی کے بعد منو دیوی کا بیان ہؤا اُس کے بیان سے بھولا کو مجرم ٹھیرانے کا کوئی ثبوت نہیں ملا۔ پنڈائن کا بیان بھی ویسا ہی تھا سب کے بعد بھولا کا بیان لیا گیا۔ اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کا دریا بہ رہا تھا وہ بار بار مایوسانہ انداز سے آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر مالک اور منو کی طرف دیکھتا تھا اور داروغہ کے سوالوں کا جواب دیتا تھا۔

داروغہ۔ اِس گھر میں رہتے ہوئے تمہیں کتنا عرصہ ہؤا۔

بھولا۔ حضور! میری پرورش بچپن سے ہی یہاں ہوئی تھی۔ پانچ برس کا تھا جب میرے ماں باپ مر گئے تھے۔

داروغہ۔ اب تمہاری کیا عمر ہے!

بھولا۔ پچیس! چھبیس سال!

داروغہ۔ تمہارا کوئی بھائی۔ بہن۔ ماں باپ ہے یا نہیں؟

بھولا۔ حضور! معلوم نہیں۔ مالک سے سنتا ہوں کہ ماں باپ مر گئے تھے۔

داروغہ۔ اِس وقت تیرا مالک کہاں ہے؟

[illegible]

دیکھا مگر باوجود بسیار تجسس کے وہ چیزیں نہ ملیں۔

جب رام چرن نے دیکھا کہ میری بات جھوٹ ثابت ہوئی تو اُکتا کر بولے "معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ساتھ اور آدمی بھی تھے۔ کیونکہ وہی لوگ صدر دروازہ کی راہ سے لاش لے کر بھاگ گئے ہوں گے۔ میرا خیال ہے کہ وہ سب چیزیں بھولا نے اپنے ساتھیوں کے ہاتھ باہر بھیجدی ہونگی۔ اور خود کوٹھڑی میں جاکر سو رہا۔

داروغہ صاحب آنکھیں بند کر کے کچھ دیر غور و خوض کرتے رہے پھر بولے "اچھا پانڈے جی! بھولا نے اپنے ہاتھ سے آپکے ہونے والے داماد کا خون کیا ہے اس کا ثبوت تو مجھے ملتا نہیں۔ آپنے خود اُسے خون کرتے نہیں دیکھا۔ آپ کے کمرے کا دروازہ باہر سے بند تھا۔ کوئی شخص آپکے چلانے اور شور مچانے پر آپ کا دروازہ کھول کر بھاگا۔ جسے آپ کہتے ہیں کہ بھولا تھا۔ تاریکی کی وجہ سے غالباً آپ کو دھوکا ہوا ہوگا۔"

رام چرن نہیں صاحب! روشنی میں میں نے خود اسے دیکھا ہے۔ دھوکہ کیسا؟

داروغہ۔ اچھا۔ ہم مان لیتے ہیں کہ وہ بھولا ہی تھا۔ مگر آپ نے اسے خون کرتے تو نہیں دیکھا؟

رام چرن۔ اگر خون کرتے دیکھتا۔ تو خون ہوتے ہی کیوں دیتا۔ میں نے اسے بھیس بدلے ہوئے دیکھا۔ اسی سے خیال ہوتا ہے۔ کہ اسی نے خون کیا ہے۔" رام چرن پانڈے کی بات سُنکر داروغہ صاحب مُسکرائے اور آہستہ سے کہنے لگے "دیکھئے مہاشے! آپ سمجھتے نہیں بھولا کو خونی سمجھنے اور خون کی وجہ دریافت کرنے پر دوسری بات سامنے آجائے گی۔ آپ [illegible] اور بھلے آدمی ہیں۔ میں نہیں چاہتا کہ آپ کے گھر کی بدنامی ہو۔ اگر اس وقت [illegible] بھولا کو مجرم سمجھ کر چالان کریں تو اسی شک میں کئی اور باتوں کا پتہ لگانا ہوگا۔

رام چرن یہ سُن کر کسی قدر گھبرا کر بولے "آپ کیا کہتے ہیں۔ میری سمجھ میں آپ کی بات نہیں آئی۔"

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

انتهى

چڑھتا۔ اُف! خون! ـــــ اب اُس کا پرائشچت کیسے کرسکوں گا؟ میں مجرم ہوں۔ گنہگار ہوں۔ خونی ہوں۔ پولیس کو چاہیئے تھا کہ مجھے بھی گرفتار کر کے تنگ و تاریک جیل خانے میں ڈال دیتی۔"

منو سوچتی تھی کہ میں سچ مچ قسمت کی ہیٹی ہوں۔ ماں باپ بھائی بہن سب کو کھا کر خود امر ہو گئی ہوں۔ اگر میں بھی مرگئی ہوتی تو بابوجی کو یہ دُکھ...... سہنا نہ پڑتا۔ یہ کلنک اُن پر نہ لگتا؟ دُنیا کہتی ہے کہ منو کی ابھی شادی نہیں ہوئی۔ معلوم ہوتا ہے بھگوان نے دُنیا میں میرا بر پیدا ہی نہیں کیا۔ اگر میری خواہش کے مطابق لڑکا نہیں ملتا تو نہ سہی کم از کم اتنا تو ہوتا کہ میں دُنیا سے کنواری نہ جاتی۔ بھگوان نے لڑکا بھی بھیجا تھا۔ مگر اُس کا بھی خون ہو گیا۔ بابوجی کہتے ہیں کہ بھولا نے اُس کا خون کیا۔ مگر میں یہ بات نہیں مان سکتی۔ ایسے سادہ لوح سُندر بر کا خون! ـــــ سوچتے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ اگر میں بھی پھانسی پا جاتی تو بابوجی کے تمام تفکرات کا خاتمہ ہو جاتا۔"

بڑھیا پنڈائن سوچتی تھی کہ "ہے بھگوان! جن کا اَن کھا کر میں جیتی ہوں اُن کی یہ حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی۔ اُن کی یہ دُردشا ہونے سے پیشتر ہی میں مرجاتی تو اچھا تھا۔ اب مرنے کے کنارے پڑی ہوں۔ میری کشتیٔ حیات ڈگمگا رہی ہے کون جانے کس وقت ڈوب جائے میرے بڑے کھیلے دن تو کٹ گئے مگر بیچاری منو ـــــ اُس کا کیا ہوگا وہ بیچاری ست جُگ کی دیوی ہے۔ مگر معلوم نہیں اُس کی قسمت میں کیا لکھا ہے۔ گھر تباہ ہو گیا۔ بوڑھا باپ بھی قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھا ہے۔ اتنا روپیہ پیدا کیا۔ اولاد ہوئی مگر آخری وقت میں کوئی سُکھ بھی نصیب نہ ہوا۔ رام رام اس سے تو بے اولاد رہنا ہی اچھا ہے۔"

اسی طرح تینوں اپنے اپنے خیالات کی اُدھیڑبن میں مصروف تھے۔ اتنے میں کسی نے پکارا "پنڈت جی مکان پر ہیں یا نہیں؟" رام چرن بحرِ تفکرات میں ڈوبے ہوئے

چلم میں آگ اور تمبا کو نہ رہنے پر بھی کبھی کبھی سٹر سٹرا دیتے تھے آواز سنتے ہی چونک اُٹھے پھر آواز آئی پنڈاجی مہاراج دروازہ کھولئے "

پانڈے جی نے جواب دیا "آتا ہوں ٹھہرئیے"۔ یہ کہکر وہ نیچے اُتر آئے ۔

دروازہ کھول کر باہر آئے تو دیکھا کہ ایک شخص جو وضع قطع سے شریف معلوم ہوتا تھا دروازے پر کھڑا ہے ۔ اُس کے ہاتھ میں ایک موٹا سونٹا تھا ۔ داڑھی مونچھ سب صفا چٹ ! آنکھیں تیز اور گہری ۔ ہونٹوں پر خفیف سی مسکراہٹ ۔ پانڈے جی اُسے دیکھکر کسی قدر ہچکچائے اُس نے کہا "آپ ہی کا نام رام چرن پانڈے ہے ؟"

"ہاں ۔ میرا نام ہی رامچرن ہے ! آپ کون ہیں اور کہاں سے آئے ہیں ؟"

"میں جہاں سے آیا ہوں وہاں کا پتہ بتلانے سے آپ کچھ نہ سمجھیں گے ۔ آپ اندر چلئے میں تمام بات آپ سے کہتا ہوں ۔ میں تو بڑی دیر سے چلّا رہا تھا مگر آپ نے جواب نہیں دیا ۔ شاید آپ سو رہے تھے "

"نہیں ۔ سونا ۔ کھانا پینا تو اُسی دن سے بند ہے جس دن سے مجھ پر مصیبت کا پہاڑ ٹوٹا ہے ۔ میرے ہوش و حواس ٹھکانے نہیں رہے ۔ میں نے دو دفعہ آپ کی آواز سُنی فوراً چلا آیا ۔ کیا کہوں ۔ میرے دل کی حالت بھگوان ہی جانتے ہیں "

"یہ تو آپ کے چہرے سے ہی معلوم ہوتا ہے ۔ میں آپ کی مدد کرنے کے لئے آیا ہوں ۔ میرا نام سانول سنگھ ہے ۔ میں جاسوس انسپکٹر ہوں "

"اچھا اچھا ! ! آپ کی تو میں راہ ہی دیکھ رہا تھا ۔ آئیے ! اندر آئیے ! ! معاف کیجئیگا میں نے آپ کو پہچانا نہیں "

رام چرن اُن کا ہاتھ پکڑ کر اندر لے گئے ۔ سانول سنگھ نے کہا "آپ کا ایک نوکر تو حوالات میں ہے نا ؟ اگر اور کوئی ہو تو اُسے سمجھا دیجئے کہ میرا آدمی ابھی آئے گا ۔ اُسے اندر آنے دے ۔

"اب دروازہ کھلا ہی رہے گا۔ جب آپ میرے مکان میں موجود ہیں تو مجھے ڈر کس کا
اُسی دن سے میں دن کو بھی دروازہ بند رکھتا ہوں۔ ٹھاکر صاحب! پہلے ایسا نہیں
ہوتا تھا۔ مگر اب ہر وقت خوف رہتا ہے"۔

"پنڈت اُن کو ٹھاکر صاحب کے لئے ناشتہ لانے گئے۔ اسطے کہکر رام چرن سانول سنگھ
کو اوپر کے کمرے میں لے گئے۔ وہاں بیٹھنے پر جاسوس نے کہا:-

"پانڈے جی! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کو اپنی لڑکی منو پر کسی قسم کا
کوئی شک ہے یا نہیں"؟

رام چرن۔ "نہیں! نہیں!! وہ بڑی سیدھی سادھی لڑکی ہے۔ وہ کلجگی لڑکیوں
کی طرح نہیں ہے"۔

سانول سنگھ۔ "بھولا کا چال چلن؟"

رام چرن۔ "میں تو اُسے بہت اچھا سمجھتا تھا۔ مگر اس معاملے کے بعد ہی مجھے
اُس پر شک ہو گیا ہے"۔

سانول سنگھ۔ میں یہ نہیں پوچھتا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ کی لڑکی منو سے اُس کا
کوئی تعلق تو نہیں تھا؟ آپ اُس کے پتا ہیں۔ لڑکی کی ایسی بات اوّل تو پتا کے پاس
پہنچتی ہی نہیں اور اگر پہنچے بھی تو وہ اُسے ظاہر نہیں کر سکتا۔ مگر یہ موقعہ ہی ایسا ہے
کہ آپ کو سب کچھ ظاہر کرنا ہوگا۔ اس بات کے پوچھے بغیر میں آپ کا کام نہیں کر سکتا
مجھے آپ اپنا بھائی سمجھئے گا۔ منو میری لڑکی کے برابر ہے۔ اس لئے مجھ سے تمام
باتیں کہنے میں آپ کا کچھ ہرج نہیں۔

رام چرن۔ نہیں۔ ٹھاکر صاحب بھولا ایسا آدمی نہیں ہے۔ اُس کی پرورش اسی گھر
میں ہوئی ہے۔ منو کو تو وہ اپنی چھوٹی بہن کے برابر سمجھتا ہے۔ اُس کے سر پر میں یہ
الزام ہرگز نہیں لگا سکتا۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

"اب دروازہ کھلا ہی رہے گا۔ جب آپ میرے مکان میں موجود ہیں تو مجھے ڈر کس بات کا۔ اسی دن سے میں دن کو بھی دروازہ بند رکھتا ہوں۔ ٹھاکر صاحب! پہلے ایسا نہیں ہوتا تھا۔ مگر اب ہر وقت خوف رہتا ہے۔"

"پنڈت ان کو ٹھاکر صاحب کے لئے ناشتہ لانے کے لئے۔" یہ کہکر رامچرن ساول سنگھ کو اوپر کے کمرے میں لے گئے وہاں بیٹھنے پر جاسوس نے کہا۔

"پانڈے جی! میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کو اپنی لڑکی منو پر کسی قسم کا کوئی شک ہے یا نہیں"؟

رام چرن۔ "نہیں! نہیں!! وہ بڑی سیدھی سادھی لڑکی ہے۔ وہ آجکل کی لڑکیوں کی طرح نہیں ہے۔"

ساول سنگھ۔ "بھولا کا چال چلن؟"

رام چرن۔ "میں تو اسے بہت اچھا سمجھتا تھا۔ مگر اس معاملے کے بعد ہی مجھے اس پر شک ہو گیا ہے۔"

ساول سنگھ۔ "میں یہ نہیں پوچھتا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ آپ کی لڑکی منو سے اس کا کوئی تعلق تو نہیں تھا؟ آپ اس کے پتا ہیں۔ لڑکی کی ایسی بات اول تو پتا کے پاس پہنچتی ہی نہیں اور اگر پہنچے بھی تو وہ اسے ظاہر نہیں کر سکتا۔ مگر یہ موقعہ ہی ایسا ہے کہ آپ کو سب کچھ ظاہر کرنا ہوگا۔ اس بات کے پوچھے بغیر میں آپ کا کام نہیں کر سکتا مجھے آپ اپنا بھائی سمجھئے گا۔ منو میری لڑکی کے برابر ہے۔ اس لئے مجھ سے تمام باتیں کہنے میں آپ کا کچھ ہرج نہیں۔"

رام چرن۔ "نہیں۔ ٹھاکر صاحب بھولا ایسا آدمی نہیں ہے۔ اس کی پرورش اسی گھر میں ہوئی ہے۔ منو کو تو وہ اپنی چھوٹی بہن کے برابر سمجھتا ہے۔ اس کے سر پر میں یہ الزام ہرگز نہیں لگا سکتا۔"

سانول سنگھ۔ پھر اُس نے آپ کے داماد کا خون کیسے کیا؟ جب اُس کی دشمنی نہیں تھی۔ تو یہ واقعہ کیسے ہُوا؟

رام چرن۔ میں خود حیران ہوں۔ میں خود نہیں جانتا کہ یہ کیسے ہُوا؟

رام چرن سانول سنگھ کے سوال کا صحیح جواب نہ دے سکے۔ جاسوس نے کہا بس بس میں سمجھ گیا۔ آپ مجھ سے اصل راز چھپانا چاہتے ہیں۔ خیر! میں خود ہی سب کچھ معلوم کرلونگا۔ بھولا کے متعلق میرے دل میں کئی قسم کے شکوک پیدا ہو گئے ہیں۔ میں تھوڑے ہی دنوں میں اس گتھی کو سلجھالوں گا۔

رام چرن۔ یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں؟ میں ٹھیک کہتا ہوں کہ بھولا نے ہی خون کیا ہے اس میں شک وشُبہ کی گنجائش ہی نہیں رہی!

سانول سنگھ نے مُسکرا کر کہا۔ آپ کو سب کچھ آہستہ آہستہ معلوم ہوجائے گا۔ جب تک میں اس معاملہ کی تہ تک نہ پہونچوں۔ آپ کی باتیں مجھے تسلی نہیں دے سکتیں۔

رام چرن۔ جو کرنا ہو آپ کیجئے۔ میں اس میں دخل دینا نہیں چاہتا۔ لیکن ایک بات اور ہے وہ آپ کو بتلا دینا چاہتا ہوں ——— جس رات کا یہ واقعہ ہے اُس دن شام کو میں وجے بہادر کے ساتھ بیٹھا ہُوا باتیں کر رہا تھا کہ کسی نے باہر سے دروازہ کھولا۔ ہم دونوں وہاں گئے مگر ہمیں کوئی نظر نہیں آیا۔

سانول سنگھ۔ خیر! وہ سب کچھ معلوم ہوجائے گا۔ آپ دیکھتے رہئے ہم لوگ کہاں سے پتہ لگاتے ہیں۔ اور کہاں کا پانی کہاں جاتا ہے۔

رام چرن۔ ٹھاکر صاحب! میرے ماتھے پر کلنک کا ٹیکہ لگ گیا ہے اگر میری لڑکی مرگئی ہوتی تو میں اتنے دُکھ کا احساس نہ کرتا۔ راما نوگرہ کے دل میں خبر نہیں کیسے کیسے خیالات آتے ہوں گے۔ معلوم نہیں وہ کیا سوچتے ہوں گے۔ دنیا کیا کہے گی۔ میں کتنا بدنصیب اور مہا پاپی ہوں کہ اپنے رشتہ دار کے لڑکے کو گھر میں بُلا کر قتل کروا ڈالا۔ اُس غریب

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

نے اس پر دھیان ہی نہیں دیا - کہ وہ کہاں ہے اور کہاں نہیں -

**جاسوس** - آپ کے پاس بھولا کے علاوہ اور تو کوئی نوکر نہیں تھا جسے آپ دروازہ دیکھنے کے لئے بھیجتے - آپ کے لئے ضروری تھا کہ آپ بھولا کو اُس کی کوٹھڑی میں دیکھنے کے لئے جاتے -

**رام چرن** - ہاں ٹھیک ہے - مگر جے بہادر خود دیکھنے کے لئے باہر گئے تھے - وہاں اُنہیں کوئی نہیں ملا - میں نے اُنہیں اندر بُلا کر دروازہ بند کرا لیا -

**جاسوس** - آپ لوگوں میں کیا باتیں ہو رہی تھیں -

**رام چرن** - باتیں بیاہ شادی کی ہو رہی تھیں - میں اُنہیں اپنی رام کہانی سُنا رہا تھا - اور میں نے جو وصیّت لکھی تھی وہ اُنہیں دکھا رہا تھا -

**جاسوس** - اچھا - یہ بتائیے کہ آپ کی لڑکی کی شادی کی بات چیت پہلے کہیں اور بھی ہوئی تھی -

**رام چرن** - ہاں ہوئی تھی سنگم لال سے - اُن کے نام سے بھی میں نے وصیّت لکھ کر تیار کر رکھی تھی -

**جاسوس** - پھر وہ شادی ہوئی کیوں نہیں ؟

**رام چرن** - اُس لڑکے کا چال چلن اچھا نہیں تھا - جب مجھے یہ معلوم ہوا میں نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا -

سانول سنگھ اپنی نوٹ بک میں کچھ لکھ کر بولے - "آپکی لڑکی کو سنگم لال نے کبھی دیکھا تھا؟"

**رام چرن** - ہاں - ایک مرتبہ میں نے اُسے اپنے مکان پر بلایا تھا - وہ دو دن یہاں رہا تھا - انہی دنوں آپس میں بات چیت ہوئی ہوگی - پھر وہ کبھی نہیں آیا -"

یہ سُن کر جاسوس دیوتا کچھ سوچنے لگے - تھوڑی دیر بعد بولے "دیکھئے ! صاحب اصل بات معلوم کرنے کے لئے ہمیں بہت کچھ کرنا پڑتا ہے - میں سوالات میں بھولا سے

بات چیت کر آیا ہوں۔ اب آپ کی منتو سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔ اُمید ہے کہ آپ اس میں سدراہ نہیں ہوں گے۔"

رام چرن اداس ہو کر بولے: "نہیں ٹھاکر صاحب! مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ یہ آفت ہی ایسی آئی ہے نہ معلوم میری لڑکی کو کس کس سے بات چیت کرنا ہو گی۔ تھانہ دار بھی آئے تھے وہ بھی اُس کا بیان لے گئے ہیں۔ آپ بھی اُس سے ضروری باتیں دریافت کر سکتے ہیں۔"

جاسوس: "میں تخلیہ میں آپ کی لڑکی سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں۔"

رام چرن نے ہچکچا کر کہا: "تخلیہ میں؟ خیر ٹھاکر صاحب! مجھے اس میں بھی انکار نہیں آپ پولیس کے آدمی ہیں۔ میں آپ کے کام میں دخل نہیں دے سکتا۔"

جاسوس: "آپ کی لڑکی کہاں ہے؟"

رام چرن: "میں تو اُسے سوتے ہوئے چھوڑ آیا تھا۔ اب معلوم نہیں کہ کہاں ہے اور کیا کرتی ہے۔ آپ کچھ پوچھنا چاہتے ہیں تو اُس کمرے میں جا کر پوچھ سکتے ہیں؟" یہ کہہ کر پانڈے جی نے انگلی سے کمرے کا دروازہ دکھا دیا۔ اور خود رسوئی گھر میں کھانے کا انتظام دیکھنے کے لئے گئے۔

جاسوس دیا نامتو کے کمرے میں گئے۔ وہ اب بھی اُسی حالت میں تھی۔ سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ زمین پر ہی ایک چٹائی بچھا کر سو گئی تھی۔ جسم دُبلا۔ چہرہ پژمردہ۔ آنکھوں میں گڑھے پڑ گئے تھے۔ بال خشک تھے۔ چار دن سے سر میں تیل نہیں لگایا تھا۔ منہ میں کتنے ہی دنوں سے ایک دانہ تک بھی نہیں گیا تھا۔ تھانہ دار کے ایک سوال سے اُس کے دل پر چوٹ لگی تھی۔ کلنک کے خوف سے کھانا پینا اور سونا حرام ہو گیا تھا۔ وقت کے ساتھ ساتھ کسی قدر فکر بھی دُور ہو گیا تھا۔ کلنک کا خوف تھوڑا بہت اب بھی باقی تھا۔ چونکہ کئی دن سے نیند نہیں آئی تھی۔ اس لئے آج اتفاقاً آنکھ لگ گئی تھی۔ مُسی

نیند میں وہ خواب دیکھنے لگی [illegible] بھولا وجے بہادر کی گردن پر چھری تیز کر رہا ہے۔ وجے کا
سر جسم سے الگ ہو کر زمین پر جا پڑا ہے اور وہ خود اُسی کمرے میں چھپی بیٹھی ہے اور بار
بار پانڈے جی کو پکارتی ہے اُس نے وجے کا سر جسم سے لگا کر کپڑے سے باندھ دیا۔
بھولا ڈانٹ کر کہنے لگا "یہ کیا کرتی ہے؟ چھوڑ دے نہیں تو تجھے بھی تلوار کے گھاٹ
اُتارتا ہوں" منو بیخوف ہو کر اُس کا سر باندھتی اور روتی ہے۔ اسی اثناء میں پولیس کے
آدمی اُس کمرے میں گھس آئے۔ اُن لوگوں نے بھولا اور منو دونوں کو گرفتار کر لیا۔ اور
لے چلے راستے میں خوفناک شکل اختیار کئے ہوئے ایک جمدوت کھڑا تھا۔ اُس نے اُن
دونوں کو اُن کے ہاتھ سے چھین لیا۔ اور گھسیٹتا ہوا لے گیا۔ پولیس کے لوگوں نے اُن کا
تعاقب کیا۔ جمدوت دونوں کو ایک تالاب کے پاس لے گیا۔ تالاب کا پانی کھول رہا تھا۔
وہ وہاں لے جا کر ڈرانے دھمکانے لگا۔ کہ تم لوگ قاتل ہو۔ خون کا بدلہ خون! اب تم
دونوں کو اس تالاب میں ڈبو دونگا۔ دُوت اُن دونوں کو اُٹھا کر پھینکنا ہی چاہتا تھا۔ کہ
بھولا رونے لگا۔ اور واویلا مچانے لگا۔ منو روتی نہیں تھی۔ وہ ایسے جینے سے مرنے کو
ترجیح دیتی تھی۔ وہ کہتی تھی مجھے جلدی اس تالاب میں ڈال دو۔"

* * * * * * * * *

جاسوس نے آواز دی "بیٹی! کیا ابھی سوتی ہو؟"
منو چونک اُٹھی اور گھبرا کر ساول سنگھ کی طرف دیکھنے لگی۔ اُس نے سوچا کہ شاید
یہی شخص مجھے نیند میں دق کر رہا تھا۔ ہاتھ جوڑ کر بولی "مجھے اب دق نہ کرو۔ میں کچھ
نہیں جانتی۔ میں تو اُنہیں بچانے کے لئے گئی تھی۔ اُن کا سر جسم سے لگا کر اُنہیں بچانا
چاہتی تھی۔ بھولا کو پکڑو۔ بھولا کو! اُس کمبخت نے اُن کا خون کیا ہے۔ میں نے اپنی
آنکھوں دیکھا ہے کہ وہی خونی ہے۔"
جاسوس۔ بہت اچھا بیٹی۔ میں پوچھتا ہوں کہ تم صاف صاف کہدو۔ اچھا جب بھولا

نے وجے کا خون کیا تھا۔ تم اُس وقت وہاں موجود تھیں نا؟ پھر تم نے تھانے دار سے یہ بات کیوں نہ کہی؟

یہ کہہ کر جاسوس مسکراتے ہوئے وہاں بیٹھ گیا۔

اب منتو کسی قدر سنبھلی اور دل ہی دل میں سوچنے لگی "باپ رے باپ! یہ کون ہے؟ معلوم ہوتا ہے کہ میں خواب دیکھ رہی تھی۔ خواب میں ہی چڑیل مجھے ستا رہا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ خواب بھی رفو چکر ہوا ——— تو یہ کون ہے ———؟ آدمی تو شریف معلوم ہوتا ہے۔ بیٹی کہہ کر پکارتا ہے۔ پنڈائن اور بابوجی یہ سب کہاں گئے؟ مجھے خود خبر نہیں کہ میں نے اِس سے کیا کہہ دیا ہے! خواب میں بھولا کو خون کرتے دیکھ کر میں نے اس شخص سے یہ کہہ دیا ہے کہ بھولا خونی ہے۔ ہے بھگوان! ہے گنگا مائی! یہ میں نے کیا کیا؟ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پولیس کے افسر ہیں۔ اور میرا بیان لینے کے لئے آئے ہیں۔ ورنہ داروغہ کی بات انہیں معلوم نہ ہوتی مگر اب کیا کروں۔ خواب کی بات منہ سے نکل گئی" یہ سوچ کر منتو رونے لگی۔ منتو کی یہ حالت دیکھ کر ساونل سنگھ بالکل بےحس و حرکت ہو گئے۔ منتو کی گفتگو کا کچھ مطلب نہ سمجھ سکے۔ اُسے خاموش دیکھ کر ساونل سنگھ نے کہا "کیوں بیٹی منتو! تم بولتی کیوں نہیں۔ جو کچھ تم کہہ رہی تھیں وہی کہو نا۔ دیکھو بیٹی! سچی بات بتلانے میں تمہیں ڈرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ٹھیک ٹھیک بتلا دو۔ اور وہی بات مجسٹریٹ صاحب کے سامنے بھی کہہ دینا۔"

منتو نے آنسو پونچھتے ہوئے کانپتی ہوئی آواز سے کہا "آپ کون ہیں؟"

"میں پولیس کا آدمی ہوں۔ تم نے جاسوس کا نام سنا ہوگا میں وہی سراغرساں ہوں۔ جو کچھ تم اس بارہ میں جانتی ہو، ہم سے کہہ دو۔ تم نے ابھی کہا ہے کہ بھولا نے خون کیا ہے۔ میں مانتا ہوں۔ اس بارے میں جو کچھ تم سے دریافت کروں، سب بتلا دو۔"

یہ کہہ کر جاسوس ساونل سنگھ منتو کی طرف دیکھنے لگے۔ منتو مخوف لہجہ میں بولی "میں اس

بارے میں کچھ نہیں جانتی - میں تو خواب دیکھ رہی تھی - کہ بھولا اُن کی گردن پر چھری تیز کر رہا ہے نیند کی حالت میں وہی بات میں نے آپ سے کہہ دی اور میں کچھ نہیں جانتی ۔

سانول سنگھ - تم کہتی ہو کہ میں کچھ نہیں جانتی - مگر چوکیدار نے تمہارے کپڑوں میں خون کا داغ دیکھا تھا - وہ کہاں سے آیا ؟

منو - میں پنڈائن کے ساتھ سو رہی تھی کہ بابو جی جگا کر لے گئے اُسی کمرے میں ....

جاسوس - کس کمرے میں ؟

منو - جس کمرے میں خون ہوا تھا ۔

جاسوس - تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ اُس کمرے میں خون ہوا تھا ؟

منو - میں اس سوال کا مطلب نہیں سمجھی - اس کمرے میں خون کا دریا بہہ رہا تھا - میں وہ خون دیکھ کر وہیں بیہوش ہو کر گر گئی تھی - وہیں سے میرے کپڑوں میں خون کے داغ لگ گئے ۔

جاسوس - وجے بہادر کا خون تمہارے سامنے نہیں ہوا ؟

منو - نہیں - میرے سامنے نہیں ہوا ۔

جاسوس - تمہارے بابو جی نے بھولا کو دیکھا تھا ؟

منو - اُنہوں نے دیکھا ہوگا مگر میں نے کسی کو خون کرتے نہیں دیکھا ۔

جاسوس - مگر بیٹی ! جب تمہارے بابو جی نے اُسے خون کرتے دیکھا ہے - تو تم اپنا یہ بیان دے کر اُسے بچا تو نہیں سکتیں - معلوم ہوتا ہے - بھولا کو پھانسی کی سزا ہوگی - اگر تم کوئی ثبوت دیتیں تو میں اُسے بچا سکتا تھا - مگر تم تو مجھ سے کوئی بات کہتی ہی نہیں ہو - پھر میں کیا کر سکتا ہوں ۔

منو - اگر بھولا نے خون کیا تو اُسے یہی سزا ملنی چاہیئے - آپ اُسے بچانا کیوں چاہتے ہیں - جاسوس کا یہ کام تو نہیں ہے - کہ مجرموں کو بچائے ۔

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

[illegible]

[illegible]

ނިމުނީ

میگھو۔ میرا خیال ہے کہ یہ خون اُسی کے گروہ نے کیا ہے لیکن اس معاملے میں ایک اور شخص کا بھی ہات ہے۔ سنگم لال نامی ایک بدمعاش اس گروہ میں اندر آملا ہے۔ اس سے رام چرن کی لڑکی کی شادی قرار پائی تھی۔ مگر کسی وجہ سے اُنھوں نے اپنے ارادے کو ملتوی کر دیا۔ اُس دن سے سنگم لال اُن کا جانی دشمن بن گیا ہے مجھے یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے کہ وہ جھنڈا کے گروہ سے ملتا جلتا ہے۔"

جس شخص سے میگھو کی بات چیت ہو رہی تھی۔ وہ جاسوس انسپکٹر سانول سنگھ تھے وہ اپنا گھوڑا گاؤں کے باہر ایک شخص کے ہاں باندھ کر خود رام چرن کے مکان پر پہنچے تھے۔ وہاں سے واپس آکر اُسی گھوڑے پر سوار ہوئے اور میگھو حلوائی کی دکان پر پہنچے۔

جن دنوں کا یہ واقعہ ہے اُن دنوں ڈاکو جھنڈا سنگھ کا نام لوٹ مار کی وجہ سے دور دور مشہور تھا۔ میرٹھ۔ سہارنپور اور علیگڈھ وغیرہ کے لوگ اُس سے سخت تنگ تھے۔ اُس کا نام سنتے ہی امیر و کبیر آدمی کانپنے لگتے تھے۔ سانول سنگھ جاسوس بھی کئی مہینے سے اُس کے تعاقب میں تھے۔ اُس کا ایک بڑا بھاری گروہ تھا۔ سارا گروہ بیباک اور جاں نثار تھا۔ پھر بھلا کون اُن کا مقابلہ کرتا۔ آج کل بنگال کے بعض خوفناک ڈاکوؤں کا حال اخباروں میں پڑھ کر حیرت ہوتی ہے۔ مگر اُن دنوں ان سے بھی زبردست ڈاکے پڑتے تھے۔ سنا جاتا ہے کہ جھنڈا سنگھ صرف اُن دولتمندوں کو لوٹتا تھا جن کا روپیہ بے مصرف پڑا رہتا تھا یا جو کنجوس تھے اور پیسے پیسے پر جان دیتے تھے جن کے دروازے سے بھکاری ہمیشہ خالی ہات جاتے تھے۔

میگھو بظاہر تو حلوائی تھا اُس کی مٹھائی کی دکان تھی مگر دراصل وہ سانول سنگھ کا آدمی تھا۔ اس علاقہ کی تمام خبریں اُنھیں پہنچایا کرتا تھا۔

میگھو کی بات سنکر سانول سنگھ کا چہرہ متفکرانہ ہو گیا۔ دل ہی دل میں کہنے لگے معلوم ہوتا ہے کہ خون ضرور ہوا ہے۔ اور معاملہ بڑا پیچدار ہے۔ اصل بات ابھی تک

[illegible]

کی باتیں تھیں گویا ایک دفعہ اُس نے چراغ دکھا کر پھر بجھا دیا۔ اب پھر وہی خوفناک تاریکی! بھولا سے متو کا کوئی تعلق ہے یا نہیں۔ یہ بات بھی سمجھ میں نہیں آتی اگر واقعی اُن دونوں کا تعلق ہے۔ تو یہ معاملہ اور بھی پیچیدہ ہو جاتا ہے مگر متو تو بالکل سیدھی لڑکی ہے۔ اُس کی شکل میں یہ باتیں پائی نہیں جاتیں اور پھر بھولا کو بچانا بھی نہیں چاہتی۔ میں نے اُسے بچانے کے لئے کہا تو وہ مجھ پر ہی ناراض ہو گئی۔ اُف! میرا تو سر بھی چکرا گیا ....... رام چرن نے بھولا کو خود بھاگتے دیکھا ہے مگر ممکن ہے کہ بڑھاپے کی وجہ سے آنکھوں کو دھوکہ ہوا ہو۔ وہ تو کہتے ہیں کہ بھولا دوسرے لباس میں تھا۔ اور پھر بھی اُنہوں نے پہچان لیا۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ڈاکوؤں نے بھولا کو روپے کا لالچ دیا ہو اور اُسے اپنے جال میں پھنسا کر اپنا کام نکال لیا ہو۔"

سانول سنگھ یہی سوچ رہے تھے کہ میگھو نے کہا "بابوجی آپ کس فکر میں ہیں؟"

سانول سنگھ "ڈاکو لوگ اِس وقت اُس کھنڈر میں ہیں یا نہیں؟ کچھ جانتے ہو؟"

میگھو۔ ٹھیک نہیں کہہ سکتا۔ مگر جب آپ نے پوچھا تو یاد آیا کہ ایک دن چند آدمی مٹھائی لینے آئے تھے ـــ بالکل نئے آدمی تھے۔ میں نے کچھ خیال نہیں کیا مگر اب سوچتا ہوں کہ وہ لوگ ضرور اُسی گروہ کے آدمی ہونگے۔ سنتا ہے کہ گھاٹ پر ایک بجرا بندھا ہے۔"

"اچھا! لاؤ میرا جھولا!" یہ کہہ کر وہ وہاں سے اُٹھ کھڑے ہوئے۔

میگھو جھولا لے آیا۔ اُنہوں نے اُس میں سے چند ضروری چیزیں لے لیں اور وہاں سے چلتے بنے۔ میگھو کی دُکان سے دو میل کے فاصلے پر جنگل میں سادھو کا تکیہ تھا۔ وہاں کوئی رہتا نہیں تھا۔ صرف ایک بہت پرانا اور بوسیدہ مکان تھا لوگ اُسے سادھو کا تکیہ کہتے تھے۔ عوام میں یہ مشہور تھا کہ وہاں جن بھوت رہتے ہیں۔ اور رات کو انسانی کھوپریوں سے لڑائی کرتے ہیں۔ کبھی کبھی لوگ دن کے وقت

بھی وہاں بھوت دیکھ کر آتے اور لوگوں کو ڈراتے تھے لوگوں کے دل میں یہ خیال پیدا ہو گیا تھا کہ تکیہ کے پاس جانے سے ہی بھوت گردن پر سوار ہو جاتا ہے۔

بھوت کے خوف سے دن کو بھی وہاں کوئی نہیں جاتا تھا۔ ساونل سنگھ نے ایک میلا کچیلا کرتہ پہنا اور بغل میں جھولی لٹکائی ہات میں ایک ڈنڈا لیا اور اوپر کالا کمبل اوڑھ کر گھوڑے کو میٹھو کے سپرد کر کے خود سادھو کے تکیہ کی طرف چل کھڑے ہوئے تھوڑی دور جا کر انہوں نے جنگل کا راستہ اختیار کیا اگرچہ راستہ سے واقف تھے مگر چونکہ رات کا وقت تھا تاریکی میں راستہ صاف دکھائی نہیں دیتا تھا۔ اس لئے سنبھل سنبھل کر قدم رکھتے تھے تقریباً دو گھنٹے میں سادھو کے تکیہ میں جا پہنچے۔ وہاں کوئی آدمی نہ تھا جنگل سائیں سائیں کر رہا تھا۔ ہوا رہ رہ کر پتوں میں سنسناہٹ پیدا کرتی ہوئی نکل جاتی تھی رات کی سیاہی میں وہ ٹوٹا پھوٹا مکان اپنی خوفناک شکل بنائے ہوئے گویا کسی کو نگلنا چاہتا تھا اگر کوئی اور ہوتا تو فوراً ڈر جاتا مگر جاسوس ساونل سنگھ جانتے ہی نہیں تھے کہ خوف کس چڑیا کا نام ہے جاسوسی لیمپ کمبل کے نیچے چھپا کر مکان کے پاس پہنچے اور چاروں طرف نظر دوڑانے لگے لیکن مکان کے ہر چہار طرف جنگل اور پاس ہی بڑے بڑے پیپل بڑ اور املی کے درخت ہونے سے ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے تمام تاریکی مجتمع ہو کر چاندی کی صاف شفاف چاندنی کے خوف سے وہاں آ چھپی ہے۔ اسی تاریکی میں ساونل سنگھ کھڑے ہو کر آہٹ لینے لگے۔ مگر کسی کی آواز کان میں نہیں آئی۔ ایک بار تمام مکان کے گرد طواف کیا۔ مگر پھر بھی کوئی آدمی زاد یا بھوت نہیں ملا۔ مکان سے دکھن کی طرف بہت بڑا بڑ کا درخت تھا۔ ساونل سنگھ اس پر چڑھ گئے اور پتوں کے درمیان اس کی ایک مضبوط شاخ پر بیٹھ گئے۔ رات کی سیاہی میں صاف کچھ بھی نظر نہ آتا تھا۔ انہوں نے اپنا جاسوسی لیمپ نکالا اور اس کی روشنی کو مکان پر ڈال کر دیکھا کہ نیچے وُس بابلا اور اوپر چھ سات کمرے بنے ہوئے ہیں مگر سب کے سب خستہ حالت میں پڑے

ہیں۔ اُن پر پیپل نیم اور سرو وغیرہ اپنی شاخیں جھکائے کھڑے ہیں کسی کمرے کا کوئی حصّہ گر گیا ہے کسی کا کوئی۔ کسی کی دیواریں ٹوٹ گئی ہیں کسی کی چھت بیٹھ گئی ہے۔ دو تین کمرے ابھی تک ٹھیک حالت میں تھے۔ اچھی طرح سب دیکھ سمجھ کر انہوں نے اپنا لیمپ چھپا لیا بہت دیر تک اُسی شاخ پر بیٹھے رہے مگر کچھ حاصل نہ ہوا۔

اب ساول سنگھ درخت سے اُتر کر ایک ٹوٹی پھوٹی دیوار کا سہارا لیکر مکان کی دوسری منزل میں جا پہنچے۔ ایک کمرے کی کھڑکی کی کچھ سیخیں ٹوٹی ہوئی تھیں۔ اُسی کھڑکی کی راہ سے اُس بند کمرے میں گھس گئے اُس کھڑکی کے نیچے کچھ اینٹیں پڑی تھیں۔ اُن کا پاؤں پڑنے سے سب کی سب نیچے گر گئیں۔ اُن کے گرنے کی آواز سے چاروں طرف جیسے جنگل میں ایک شور مچ گیا۔ ساول سنگھ بھی گھٹنوں کے بل گر پڑے مگر زیادہ چوٹ نہیں آئی فوراً ہی اُٹھ کھڑے ہوئے۔ اپنا جاسوسی لیمپ نکالا اور کمرے کو دیکھنے لگے کمرے کے اندر ایک طرف ایک دروازہ تھا۔ اُس میں چوکھٹ تو تھی مگر کواڑ ندارد۔ اُسی سے گزر کر وہ ایک بڑے برآمدے میں پہونچ گئے۔ بائیں طرف دو کمرے اور تھے مگر اُن کے دروازے اور کھڑکیاں سب بند تھیں۔ ایک کمرے سے کسی کی آواز کان میں آئی۔ ساول سنگھ چند قدم اور بڑھ کر اُس کے دروازے پر پہنچے معلوم ہوا کہ دروازہ اندر سے بند ہے دروازے پر کان لگا کر سننے لگے۔

ایک پوچھتا ہے "تو یہ تم نے کیسے نتیجہ نکال لیا کہ وہ یہاں نہیں آسکتا"؟

دوسرے نے جواب دیا "دیکھتے نہیں اتنے دنوں سے ہم لوگوں کا یہ کام جاری ہے پولیس کبھی اس مکان میں آئی ہے جو اب آئیگی۔ اس تکئے میں ہم بھوتوں کے سوا اور کسی کے آنے کی ہمت نہیں پڑتی یہاں تو بڑا ا ور دستخوں کی بھی دھوتی ڈھیلی ہوتی ہے پھر پولیس یہاں کیسے آسکتی ہے"۔

"بات یہ ہے کہ ابھی تک اُن لوگوں کو کچھ شک نہیں ہوا اور نہ ہی کام پڑا ہے اب

[illegible]

ھ۔ مگر معلوم ہوا ہے وہ بڑا کنجوس ہے۔"

ہنس کر بولا۔ بابوجی آپ ٹھیک کہتے ہیں وہ بڑا کنجوس ہے۔ اُس کے تین
اں۔ پوتے نوکر چاکر بہت ہیں۔ وہ لوگ بڑی فراخ دلی سے کام لیتے ہیں۔
پنیہ کرتے ہیں۔ صرف پرسن کو ہی روپیہ پیسہ کا خیال رہتا ہے۔ مگر اب
ہی کون ہے۔ اُنہیں لقوہ مار گیا ہے۔ کھاٹ پر بیٹھے رہتے ہیں مُنہ سے
ہت پیتے تھے مگر اب تو چلنے پھرنے سے بھی معذور ہیں وہ تو سبزی بھاجی
اپسند نہیں کرتے۔ گھر کا تمام خرچ اُن سے چھپا کر ہوتا ہے۔ وہ ایک علیحدہ
ے رہتے ہیں۔ اب تو اُنہیں آنکھ سے دکھائی تک نہیں دیتا۔ پہلے
۔ لڑکوں بچوں کو کھانا پینا محال تھا کہتے تھے کہ صرف ایک چیز بنائی جائے
ہو تو ترکاری نہ بنا کرے اور اگر ترکاری ہو تو دال کی ضرورت نہیں۔ جس
ریں بنتی تھیں وہ کھانا نہیں کھاتے تھے۔ کہتے تھے جو فضول خرچی ہوئی
رح پوری ہوگی۔ اُن کے گھر کے اور آدمی بڑے دیاوان اور دھرماتما
یوالی۔ دُسہرہ۔ جنم اشٹمی۔ یہ سب تہوار بڑی دھوم دھام سے منائے جاتے
ج۔ لولے لنگڑے کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ آپ اپنی خواہش کا اظہار کیجئے
کام کرا دوں گا۔"

ہ۔ اُن سے ایک ضروری کام ہے جھنڈا کا گروہ اُن کے مکان پر ڈاکہ
یاں کر رہا ہے۔ دو چار دن میں ہی اُن کے مکان کا محاصرہ ہوگا اس لئے
ں کہ اُنہیں خبردار کر دوں اور پولیس کے سپاہی تعینات کر دئیے جائیں
اِس واقعہ کی اطلاع دیدو۔ باقی کام میں خود کر لوں گا۔"

ت اچھا میں جا کر کہہ دونگا۔ یہ کام آپ میرے ذمہ رہنے دیجئے۔ آپ کھانا
م کیجئے۔ دو چار پراٹھے پکا لیجئے۔ بھاجی میں تیار کر دیتا ہوں۔"

[illegible]

بھی وہاں مٹی کا ایک چھوٹا سا چراغ جل رہا تھا۔ جو بے فائدہ اُس تاریکی کو دُور کرنے کی کوشش میں مصروف تھا۔ اُسی چراغ کی مدھم اور ٹمٹمائی ہوئی روشنی میں ایک طرف ایک میز اور کرسی دکھائی دی۔ اُسی میز پر وہ چراغ ٹمٹما رہا تھا۔ ایک کونہ میں کچھ اور چیزیں پڑی تھیں۔ ایک چوکی بچھی تھی۔ اُس پر گدی اور تکیہ بھی موجود تھا۔ ایک جانب ایک پلنگ پڑا تھا۔ اس پر ایک عورت سو رہی تھی۔

اُس عورت کو دیکھ کر سانول سنگھ ہچکچائے۔ انہوں نے اُس مکان کو ڈاکوؤں کی قیامگاہ سمجھا تھا اور انہیں گرفتار کرنے کی غرض سے آئے تھے مگر وہاں پر ایک نازنین کو دیکھ کر سوچنے لگے —— یہ عورت کون ہے؟ کیا یہ جھنڈا سنگھ کی بیوی ہے؟ —— یہ ضرور اس کی بیوی ہوگی۔ مگر کوئی بچہ تو نظر نہیں آتا۔ مجھے اس کے نزدیک جا کر دیکھنا چاہئے کہ یہ کون ہے۔

دبے پاؤں بہت آہستہ آہستہ وہ اس کے نزدیک گئے اُس کا منہ دوسری طرف تھا۔ وہ گھوم کر پھر اُسی طرف گئے مگر چہرہ دیکھتے ہی جیسے وہ آسمان سے گر گئے —— ایں! یہ تو متو ہے وہی چہرہ! وہی منہ! وہی آنکھیں! وہی ناک —— سب کچھ وہی ہے بھگوان! یہ معاملہ میری سمجھ میں نہیں آتا۔ رام چرن کی لڑکی ڈاکوؤں سے ملی ہوئی ہے۔ یہ لڑکی تو بڑی چالاک نکلی۔ میں اسے دیوی سمجھتا تھا۔ مگر اب معلوم ہوا کہ راکشسی ہے —— تو کیا متو نے ہی وجے بہادر کا خون کیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بھولا سے اس کا ناجائز اور پوشیدہ تعلق ہے۔ اُف! عورتوں کی باتیں کون سمجھ سکتا ہے۔ دُنیا میں کونسا کام ہے جو یہ نہیں کر سکتیں۔

سانول سنگھ یہی سوچ رہے تھے کہ ساتھ کے کمرے سے آواز سنائی دی وہاں سے باہر چلے آئے اور صدر دروازے پر نظر جما کر کہیں چھُپ کر بیٹھ گئے۔ تھوڑی ہی دیر میں پانچ چھ اشخاص اندر گئے۔ سانول سنگھ نے انہیں پہچاننے کی بہتیری کوشش کی پانچ کو تو نہیں پہچان سکے مگر ایک کو پہچان لیا —— وہی بھولا! نقلی مونچھ داڑھی اب بھی لگائے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

یہاں ساول سنگھ کی وہی حالت ہوئی جو ارجُم[1] بابو کی ہگلی کے نزدیک باغیچے کی خندق میں اور جاسوس دیوندر کی جمیلہ نے پاتال میں کی تھی۔ ساول سنگھ دل ہی دل میں کہنے لگے بچپن میں الف لیلہ میں پڑھا تھا کہ فقط لات مارنے پر زمین سے آتش لوگ نکل آتے تھے اور اشارہ پاتے ہی غائب ہو جاتے تھے مگر آج اپنی آنکھوں دیکھ لیا تو کیا سچ مچ اس سادھو کے تکئے میں بھوت رہتے ہیں؟ اور جو کچھ میں نے دیکھا ہے سب وہم ہے۔

یہی سوچتے ہوئے وہ وہاں سے نیچے اُترے اُنہوں نے دوبارہ نیچے کے کمروں کو دیکھا مگر کوئی نہیں ملا۔ سوچنے لگے وہ جو ایک خوفناک آواز بجلی کے گرنے کی آئی تھی کیا اُسی آواز کے ساتھ یہ لوگ غائب ہو گئے ہیں دراصل معاملہ کیا ہے سمجھ میں نہیں آتا بھگوان! میں تو جن اور بھوت کی ہستی سے ہی منکر تھا تو کیا مجھے آج ان پر یقین کرنا ہوگا۔ جب ان آنکھوں سے آٹھ دس آدمی ایک بار دیکھ چکا ہوں اور وہ اندر ہی غائب ہو گئے ہیں تو اُنہیں کیا سمجھوں؟ میرے یہاں آنے کی خبر تو کسی کو معلوم نہیں تھی پھر یہ لوگ کیسے سمجھ گئے لوگ کہتے ہیں کہ بھوت سرگیہ ہیں یعنی سب کچھ جانتے ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ سب بھوت ہی ہونگے۔ جو مجھ سے ہنسی دل لگی کرنے کے لئے یکبارگی زمین میں غائب ہو گئے ہیں۔ یہ لوگ ضرور بھوت ہی ہوں گے۔ ورنہ کہاں متو اپنے باپ کے ہاں اور بھولا حوالات میں — اور پھر یہاں دیکھ چکا ہوں۔ سُنا ہے کہ بھوت جیسی شکل چاہے بنا سکتا ہے آج وہی بات اپنی آنکھوں دیکھ لی۔ مگر — مگر پرسن نامی سیٹھ کے ہاں ڈاکہ ڈالنے کی بات اُنہوں نے رات بھی کہی تھی۔ اور آج بھی تذکرہ کیا تھا

[1] ارجُم بابو کی حیرت انگیز جاسوسی کی داستان "پُرانا پاپی" نامی ناول میں رقم کی گئی ہے جو اس سلسلہ کا خاص نمبر ہے مستقل خریداروں کو صرف ایک روپیہ میں دیا جاتا ہے۔ ملنے کا پتہ:۔ مینیجر جاسوس کٹیا لاہور

بھلا بھوتوں کا پرسن سے کیا کام ؟ اچھا پرسن کے ہاں چل کر دیکھنا چاہئے یہ ڈاکو ہیں یا بھوت !
—— اس کا فیصلہ بھی آج رات کو ہو جائیگا۔

سانول سنگھ وہاں سے باہر آئے۔ پاؤں میں جوتا پہنکر ڈنڈا سنبھالا اور منگھو کی دوکان کا رخ کیا مگر راستہ میں طبیعت بدل گئی۔ تھوڑی دور جانے پر ایک پہاڑی ٹٹو مل گیا اُسے کرائے پر لے کر رام چرن پانڈے کے مکان پر پہنچے۔ پانڈے جی اُس وقت اُنہیں دیکھکر ہچکچا گئے مگر سنبھل کر بولے اُس دن کے بعد آپ آج تشریف لائے ہیں کہئے ! کچھ پتہ ——"

بات کاٹ کر سانول سنگھ نے پوچھا منو کہاں ہے ؟"

رام چرن۔ اوپر سوتی ہوگی ! کیوں ؟

سانول سنگھ۔ تو پھر آپ "ہوگی" کیوں کہتے ہیں ؟

رام چرن۔ آپ خوشی سے دیکھ سکتے ہیں۔

یہ سنکر سانول سنگھ اوپر کی منزل پر پہنچے۔ پہلے دو کمروں میں اُنہیں کوئی نظر نہیں آیا۔ مگر تیسرے کمرے میں منو نیند میں مدہوش پڑی تھی۔ پنڈائن جنیو بنانے کے لئے سوت تیار کر رہی تھی۔ جس طرح اُنہوں نے حالت بے خبری میں منو کو سادھو کے تکئے میں دیکھا تھا اُسی حالت میں یہاں دیکھکر متحیر ہوئے مگر دل کی بات دل میں دبا کر پنڈائن سے کچھ پوچھے بغیر وہ نیچے اُتر آئے۔

رام چرن پانڈے نے اُنہیں دیکھ کر پوچھا "آپ نے منو کو دیکھ لیا ؟"

"ہاں دیکھ لیا" یہ کہکر سانول سنگھ متانت آمیز نگاہوں سے پانڈے جی کی طرف دیکھنے لگے پانڈے جی نے اُن کی نگاہیں نہ دیکھ کر کہا "ٹھاکر صاحب مجھے تو بڑا ڈر لگتا ہے منو ابھی بچہ ہے۔ وہ دُنیا کی کوئی بات نہیں جانتی۔ مگر آپ نے اُس بیچاری پر اپنا شک برقرار رکھ کر ایسی تحقیقات شروع کی ہے جس سے میرا کلیجہ

کانپ اُٹھتا ہے ابھی نامعلوم اور کیا دُرگت ہوگی ایک بھلے گھر کے لڑکے کو اپنے ہاں بُلا کر جو کلنک کا ٹیکہ ماتھے پر لگایا ہے وہ دُور ہوتا نظر نہیں آتا۔ ایشور نے ابھی قسمت میں اور کیا لکھا ہے؟"

"جو کام ہوتا ہے ایشور کی مرضی سے ہوتا ہے میرا خیال ہے کہ اس معاملے میں آپ کی لڑکی پر بھی حرف آئیگا۔ آپ نے بھولا کو مجرم ٹھہرایا ہے۔ میں سمجھتا ہوں یہ بات ٹھیک ہے۔

رام چرن۔ بھولا نے خون کیا ہے۔ یہ تو میں قسم کھا کر کہہ سکتا ہوں میں نے اُسے اپنی آنکھوں بھاگتے دیکھا ہے۔ مگر ٹھاکر صاحب بچاری متو کو اس معاملہ میں نہ پھنسائیگا۔ وہ کل کی چھوکری ان باتوں کو کیا جانے"۔

ساتول سنگھ۔ دیکھئے پانڈے جی آپ ہندو ہیں۔ آج کل کے زمانے میں اٹھارہ سال کی لڑکی کو کنواری رکھنا ہندوؤں کا دھرم نہیں ہے اور چونکہ آپ نے اس اصول کے خلاف کام کیا ہے اس لئے آپ کو اس کی سزا ملنی چاہیئے۔ دیکھیں اونٹ کس کروٹ بیٹھتا ہے۔ مگر مجھے پختہ یقین ہے کہ میں بہت جلد اس معاملے کا پتہ لگا لونگا۔ دو ایک دن میں آپ سے پھر ملوں گا۔ اس وقت آپ مجھے رخصت دیجئے ایک لمحہ بھر کیلئے بھی میں یہاں نہیں ٹھہر سکتا۔

وہاں سے رخصت ہو کر ساتول سنگھ منگلو کی دکان پر پہنچے شام ہوچکی تھی سپاہی تیار بیٹھے تھے انہوں نے سپاہیوں سے کہا "تم لوگ تیار اور ہوشیار ہو جاؤ آج رات کو رتن کے مکان پر ڈاکہ پڑیگا۔ تم لوگ ابھی جا کر وہاں چھپ جاؤ۔ ان ڈاکوؤں کی گرفتاری سے تمام گتھیاں سلجھ جائینگی۔"

تمام سپاہی لوگ رتن سیٹھ کے مکان کی طرف روانہ ہوئے منگلو بھی انہی لوگوں کے ساتھ مکان بتلانے کے لئے چلا گیا۔ دکان پر اس کی بیوی بیٹھی رہی۔

مگر بھولا نہیں تھا۔ دل میں سوچنے لگے ــــ بھولا کہاں گیا؟ کیا وہ لوٹ کر پھر جیل خانہ میں چلا گیا ہے؟ اور یہ چھت پر کون ہے؟ ــــ ڈاکوؤں کا سردار جھنڈا سنگھ! دن کے وقت جب اُس نے پرسن کے ہاں ڈاکہ ڈالنے کا حکم دیا تھا۔ اُس وقت تو یہ معلوم نہیں ہوتا تھا کہ وہ چلا جائے گا۔

ساول سنگھ انہی خیالات کی اُدھیڑ بن میں تھے کہ یکبارگی کسی کی آواز کان میں آئی جیسے کوئی اوپر سے نیچے اُتر رہا ہے۔ ساول سنگھ وہاں سے ہٹ کر ایک ٹوٹے پھوٹے کمرے میں جا چھپے۔ چونکہ دن کے وقت تمام کمرے اچھی طرح دیکھ گئے تھے اس لئے چھپنے میں دیر نہیں لگی۔ اینٹوں کی آڑ میں جہاں وہ بیٹھے تھے دروازے کا کچھ حصہ نظر آتا تھا ــــ یک بیک چار آدمی اور اُس کمرے میں آ گئے اُن میں سے ایک نے آتے ہی کہا "سرکار! آدھی رات ہو گئی ہے!"

سردار نے سب پر تجسس آمیز نگاہیں ڈال کر کہا "کالو ابھی تک کیوں نہیں آیا؟"

"وہ بجرے میں بیٹھ کر سنگم لال کا انتظار کر رہا ہوگا۔ کہہ گیا تھا کہ سنگم لال کو ساتھ لے کر گیارہ بجے تک پہنچوں گا۔ مگر اب بارہ بج گئے ہیں اور وہ نہیں آیا دیر کرنا بھی تو ٹھیک نہیں ہے"

سردار نے ماتھے پر بل ڈال کر کہا "اگر سنگم نہیں آیا تو نہ سہی مگر کالو کیوں بیٹھا ہے سنگم ہمارے گروہ کا آدمی تو نہیں ہے کہ اُس کے بغیر دھاوا نہیں ہو سکتا۔ سنگم سے تو ہمیں صرف روپیہ وصول کرنا ہے۔ ہمیں اُس سے اور کچھ مطلب نہیں ہم لوگ ڈاکو ہیں۔ خونی یا قاتل نہیں۔ بڑے سردار کا بھی یہی حکم ہے۔"

"سنگم لال نے کہا تھا کہ میں تمہارے ساتھ مل کر کام سیکھوں گا۔ اسی لئے کالو [illegible] بیٹھا ہے۔"

سردار۔ "پاگل ہوئے ہو کیا؟ ایک نئے آدمی کو ساتھ لے کر کیا خاک کام کر سکو گے! گرفتار

ہونے کی صلاح ہے؟

"مگر ہم لوگ اُسے لے جا کر کچھ روپیہ وصول کرنا چاہتے ہیں"۔

**سردار**۔ وہ تمہارے ساتھ چلنے کو راضی کیوں ہوا ہے؟ یہ بات سمجھ میں نہیں آتی!

"میں یہ بھی جانتا ہوں سیٹھ کے ہاں ایک بدھوا عورت ہے۔ اسی کے لئے وہ ہمارے ساتھ جانا چاہتا ہے"۔

**سردار**۔ "اگر یہ بات ہے تو ہم اُسے ساتھ لے جانا نہیں چاہتے۔ کیونکہ ہمیں گرو نے اس قسم کا پاپ کرنے کی قسم دے رکھی ہے سنگم سے کہہ دو کہ اُس کا مطلب ہمارے گروہ میں رہ کر پورا نہیں ہو سکتا ہم اُسے اپنے ساتھ شامل نہیں کر سکتے"۔

اِسی اثنا میں باہر سے کسی نے بلند آواز سے کہا "ٹکوری!"

یہ سنکر اندر سے آواز آئی "پورنماشی"۔

سردار نے کہا "نقارا"۔

اُسی دم فوراً سب ڈاکو اندر سے نکل آئے سردار نے چوکی کے پاس جا کر کچھ بند کیا وہی مہیب آواز جو صبح آئی تھی پھر آئی۔ ساول سنگھ چونک اُٹھے۔ چراغ بجھا دیا۔ اور ترکوٹی ناتھ مہادیو کی جے کے نعرے لگاتے ہوئے سب لوگ وہاں سے چل کھڑے ہوئے۔

ساول سنگھ کچھ دیر تک سوچتے رہے کہ یہ آواز کیسے آئی ہے۔ لوہے کے صندوق بند کرنے سے بھی تو ایسی آواز نہیں آتی اور پھر سردار نے چراغ بجھا دیا۔ مگر دروازہ بند کئے بغیر ہی چل دیا ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہاں کسی کا آنا غیر ممکن سمجھ کر ہی اس نے یہ بے پرواہی کی ہے تین چار الفاظ اُنہوں نے ایسے کہے تھے جن کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا معلوم ہوتا ہے کہ اُن کے اشاروں کے الفاظ ہیں۔ وہ شخص جو چوکی پر بیٹھا تھا۔ بھولا نہیں تھا۔ اور وہ سردار بھی نہیں ہو سکتا۔ مگر سب لوگ اُسے سردار کہتے ہیں۔ وہ غالباً چھوٹا سردار ہوگا۔ وہ کسی طرح بھی جھنڈا سنگھ نہیں ہو سکتا۔ وہ کہتا

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

طرح جانتا ہوں کہ یہ رام چرن کی لڑکی تمہیں چکمہ دے رہی ہے۔"

جس طرح راستہ میں سانپ دیکھ کر آدمی چونک اٹھتا ہے۔ اُس طرح وہ دونوں ایک غیر مانوس نئے شخص کو دیکھ کر چونک اُٹھے۔ متو گردن جھکائے ٹکٹکی باندھ کر نیچی نظروں سے ساتول سنگھ کی طرف دیکھنے لگی۔ وہ جوان پہلے تو ڈر گیا تھا مگر پھر ہمت کر کے بولا۔ "ہاں صاحب! مجھے اچھی طرح معلوم ہے کہ یہ اُنہی کی لڑکی ہے۔ مگر یہ ابھی تک انکار کر رہی ہے۔"

**ساتول سنگھ۔** "جب اس چھوٹی سی عمر میں اس کی یہ حالت ہے تو آپ اس سے معمولی سے معمولی بات بھی آسانی سے دریافت نہیں کر سکتے یہ یقین جانئے۔"

**جوان۔** "بالکل ٹھیک ہے۔ مگر یہ تو فرمائیے کہ آپ اس پاتال پوری میں کیسے آ گئے؟ میں دیکھتا ہوں کہ آپ ایک شریف آدمی ہیں۔ پھر یہاں جان دینے کے لئے کیسے آ پہنچے۔ یہاں تک پہنچنا آسان نہیں ہے۔ آپ نے تو غضب کر دیا۔"

**ساتول سنگھ۔** میں بوڑھا آدمی ٹھیرا۔ چند روز کا اس دنیا میں اور مہمان ہوں۔ جب آپ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر یہاں چلے آئے ہیں تو میری کیا پوچھتے ہیں۔

**جوان۔** مگر میں اپنی مرضی سے تو یہاں نہیں آیا مجھے تو ڈاکو پکڑ لائے ہیں۔

**ساتول سنگھ۔** آپ کو کیوں پکڑ لائے ہیں؟

**جوان۔** "یہ تو مجھے معلوم نہیں۔ مگر ان کا مطلب خون اور چوری کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے"

**ساتول سنگھ۔** اگر یہ لوگ آپ سے روپیہ ہی وصول کرنا چاہتے ہیں تو آپ دے دلا کر رہائی پا سکتے ہیں۔

**جوان۔** جب مجھے یہ لوگ پکڑنے گئے تھے اُس وقت میں ایسی حالت میں تھا کہ میرے پاس کچھ نہیں تھا۔

**ساتول سنگھ۔** "آپ نے یہاں آکر اس لڑکی کو دیکھا ہے"

جوان "یہاں تو میں آج شام کو ہی آیا ہوں - اور یہیں اسے دیکھا ہے"۔

ساتول سنگھ نے پوچھا "کیوں منتو! تم یہاں کب سے آئی ہو؟"

منتو نے جواب دیا "میں تو یہیں رہتی ہوں البتہ اس جگہ ایک مہینے سے آئی ہوں"۔

ساتول سنگھ - تمہاری تمام باتیں میں سن چکا ہوں ۔ یہاں تم ایک مہینے سے ہو رام چرن پانڈے کے ہاں تم کبھی گئیں یا نہیں -

منتو - میں تو پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ میں رام چرن پانڈے کو جانتی تک نہیں ورنہ مجھے اُن کا مکان معلوم ہے ۔ پھر رہنے کی کون کہے؟

جوان - یہ بڑے تعجب کی بات ہے -

ساتول سنگھ - گھبرانے کی ضرورت نہیں - سب بات ابھی معلوم ہوئی جاتی ہے - اچھا! تم اپنا نام یوگنی بتلاتی ہو نہ؟ یوگنی ہی سہی - مگر تم نے اِن کو کبھی دیکھا تھا؟

یوگنی - نہیں - آج ہی دیکھا ہے -

ساتول سنگھ - اور مجھے؟

یوگنی - آپ کو بھی اِس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا -

ساتول سنگھ - اچھا! آج ہی دیکھا ہے تو پہچان بھی لو - میں ہی ساتول سنگھ جاسوس ہوں - اب پہچانا؟

یوگنی - میں کیسے پہچان سکتی ہوں - دیکھنا تو درکنار رہا - میں نے تو آج تک آپ کا نام ہی نہیں سنا -

یوگنی ساتول سنگھ کی تمام باتوں کا جواب دیتی رہی مگر اُس کی نظر اُس جوان پر تھی - اس نظر کو ہر شخص نہیں پہچان سکتا - اُن بادۂ شباب سے مخمور ترچھی چتونوں کا پہچاننا انہی لوگوں کا کام ہے جنہوں نے اپنی زندگی میں اُن کے تیر کھائے ہوں مگر ساتول سنگھ پرانے اور تجربہ کار جاسوس تھے فوراً اُن نگاہوں کو پہچان کر مسکراتے ہوئے

جھنڈا سنگھ کو پکڑنے کا ارادہ چھوڑ دیجئے۔ ورنہ منہ کی کھانی پڑیگی میری تو یہ رائے ہے کہ جان لے کر یہاں سے بھاگ جائیے۔

**ساتول سنگھ**۔ تم ابھی لڑکی ہو تم ہماری باتوں کو نہیں سمجھ سکتیں۔ تم دیکھتی نہیں کہ باوجود بوڑھا ہونے کے یکہ و تنہا اس پاتال پوری میں کیسے آپہنچا ہوں۔ ہم نے ان سے بھی زیادہ زبردست ڈاکوؤں کو گرفتار کیا ہے۔ ان کی حقیقت کیا ہے۔

**یوگنی**۔ تو اب تک آپ نے کیوں نہیں پکڑا!۔

**ساتول سنگھ**۔ ابھی تک موقعہ نہیں ملا تھا۔ میں آج اُنہیں ضرور گرفتار کرونگا۔ متوا بہتر ہے کہ تم اسی دم میرے ساتھ چلو۔ کوئی کانوں کان نہیں سُنے گا۔ یہ بات بالکل پوشیدہ رہیگی۔ تم لوگوں پر بالکل آنچ نہیں آئیگی۔

**یوگنی**۔ انہوں نے بھی مجھے متو ہی سمجھا ہے۔ اور آپ بھی متو ہی کہتے ہیں۔ خیر متو ہی سہی۔ میں حجت بازی میں وقت ضائع نہیں کرنا چاہتی۔ آپ مجھے یہ بتلائیے کہ آپ مجھے کہاں لے جانا چاہتے ہیں؟

**ساتول سنگھ**۔ تم سچ مچ یوگنی ہو! اس چھوٹی سی عمر میں اتنی عقل! ——— یہ سب ڈاکوؤں کی صحبت کا اثر ہے۔ اچھا! یوگنی! تم اور یہ دونوں میرے ساتھ چلو۔ تمہاری خواہش پوری ہوگی۔

نوجوان اب تک دونوں کی باتیں سُن رہا تھا بیچارگی بول اُٹھا۔ "اگر آپ مجھے اس نرک پوری سے نکالیں تو میں عمر بھر آپ کا احسان مند رہونگا"۔

**ساتول سنگھ**۔ نہیں! یہ تو ہمارا فرض ہی ہے۔ ہم پولیس کے آدمی ہیں۔ اسی کام کے لئے تو سرکار سے تنخواہ پاتے ہیں۔ بولو یوگنی! تم بھی میرے ساتھ جانے کو تیار ہو؟

**یوگنی**۔ نہیں صاحب! آپ ان کو لے جائیے۔ میں انہی ڈاکوؤں کے ہاں پیدا ہوئی۔ انہی کے ہاں پرورش پائی۔ ان کو آفت میں ڈال کر خود کہیں نہیں جاؤنگی۔

سانول سنگھ - تمہارے جانے پر ان لوگوں پر کیا آفت آسکتی ہے؟

یوگنی - کیوں نہیں! میرے چلے جانے پر یہ لوگ سمجھیں گے کہ میں نے ہی سب کو گرفتار کروا دیا ہے۔ آپ خود کہتے ہیں کہ انہیں پکڑ طلوں کا پھر بتلائیے کہ میں کہاں بچی؟

سانول سنگھ - اس میں آفت کی کیا بات ہے تم میرے ساتھ چلو۔ اگر وہاں طبیعت نہ لگے تو واپس لوٹ آنا۔ میں تمہیں کسی خاص وجہ سے چلنے کے لئے مجبور کر رہا ہوں۔ میرا کہنا مان جاؤ۔ اور ابھی میرے ساتھ چلو۔

یوگنی - پھر میں کیسے آسکوں گی۔ میرا اپنا ارادہ نہیں کہ میں لوٹ آؤں۔ میں ڈاکوؤں کی لڑکی ہوں۔ انہی کے نمک سے پلی ہوں۔ تو کیا میں اُن کا ساتھ چھوڑ دوں گی۔ یہ ضرور ہے کہ میں یہاں رہنا نہیں چاہتی۔ مگر اپنی وجہ سے اُنہیں مصیبت میں بھی پھنسانا نہیں چاہتی۔

سانول سنگھ - نہیں! نہیں! تم اس کا فکر نہ کرو۔ تمہاری وجہ سے اُنہیں کوئی تکلیف نہیں پہنچے گی۔ اچھا! تم کہتی ہو کہ میں ڈاکو کی لڑکی ہوں۔ کس کی؟

یوگنی - آپ میرے پتا کا نام نہیں جانتے۔ اُن کا نام تو اس علاقہ کا بچہ بچہ جانتا ہے۔

سانول سنگھ - اگر رام چرن کو کہتی ہو تو بیشک اُنہیں سب لوگ جانتے ہیں اور وہ ڈاکو بھی کہے جا سکتے ہیں۔

لڑکی سر ہلا کر بولی۔ میں اُنہیں نہیں جانتی میرے باپ کا نام سردار جھنڈا سنگھ ہے۔

سانول سنگھ - جھنڈا سنگھ کا نام میں نے سنا ہے مگر تم اُن کی لڑکی ہو! یہ بات صحیح معلوم نہیں ہوتی۔ اچھا تم ہی اُن کی اکلوتی بیٹی ہو۔ یا کوئی اور بھی ہے۔ یہاں کوئی اور تو نظر نہیں آتا۔

یوگنی - سب ہیں مگر یہاں کوئی نہیں۔ میری ماں گڑھ مکتسر میں ہے اور وہ عورتیں گھاٹ والے بجرے میں ہیں۔ میں بھی یہاں صرف تین دن سے آئی ہوں۔

ساول سنگھ دل ہی دل میں کہنے لگے یہ لڑکی کیا کہتی ہے۔ کچھ سمجھ میں نہیں آتا۔ اس کمسنی میں اتنی باتیں جانتی ہے۔ رامچرن کے ہاں رہکر یہ سب خبریں مہیا کرتی ہے ممکن ہے رکھوالا یہ تمام باتیں اسے بتلاتا ہو۔ یہ سوچ کر وہ پھر اس سے کہنے لگے "دیکھو یوگنی! انہیں اب میرے ساتھ ہی چلنا ہوگا۔ کیونکہ میں بھول بھلیاں میں پڑ گیا ہوں اگر تم میرے ساتھ چلو تو میرا وہم دور ہو سکتا ہے دوسرے یہ بابو بھی تمہارے بغیر نہیں جائیں گے۔"

**جوان۔** "میں بھی حیران ہوں کہ کیا ہو رہا ہے انہیں لے چلنا ہی اچھا ہے۔"

**ساول سنگھ۔** دیکھو! یہ بھی تمہارے واسطے .........

یوگنی بات کاٹ کر بولی "میں نے انہیں یہیں دیکھا ہے میرا خیال ہے کہ پتا کی خواہش ان سے میری شادی کرنے کی ہے مگر میں نہیں چاہتی کہ میری وجہ سے یہ تمام عمر کے لئے قیدی بن جائیں۔ اس لئے میں انہیں آج ہی رہائی دلانا چاہتی ہوں۔"

**ساول سنگھ۔** "تو بیٹی یوگنی! جب تم دونوں کا دل مل گیا ہے تو میں اس جدائی کو مناسب نہیں سمجھتا بہتر ہے کہ تم دونوں میرے ساتھ چلو۔ اس میں بھلائی کی صورت ہے۔"

کچھ دیر سوچ کر یوگنی بولی "اچھا تو چلئے۔ اگر دیر ہو گئی تو کوئی بھی نہیں جا سکیگا۔ اسی پاتال پوری میں سب کی جان جائیگی۔ چپ چاپ یہاں سے نکل چلئے۔ یہاں کسی چیز کو نہ دیکھئے فوراً بھاگ چلئے۔ ورنہ ضرور آفت آئیگی۔"

یہ کہکر لڑکی اٹھی اور ساول سنگھ بھی چلنے کے لئے تیار ہوئے کہ کسی نے تڑپ کر باہر سے کہا "شیر کی ماند میں سیار کا دخل۔"

یہ کہکر اس نے ساول سنگھ کا ہاتھ زور سے پکڑ کر یوگنی سے کہا "تو کہاں چلی ہے؟ اگر تو سردار کی لڑکی نہ ہوتی تو آج تجھے جان سے مار ڈالتا۔"

یوگنی کا جسم کانپنے لگا۔ نوجوان پتھر کی مورتی کی طرح بالکل بےحس و حرکت ہو گیا۔ لیکن ساول سنگھ نے بیخوفی سے گرج کر کہا "دور ہو کمبخت! تیرا جسم چھونے سے بھی سر پہ پاپ سوار

[illegible]

لڑکی نے دوڑ کر اُس کے مُنہ میں پانی ڈالا مگر پانی مُنہ میں نہیں گیا بلکہ گال کو تر کرتا ہوا زمین پر آ رہا۔ ساول سنگھ بولے "بس اب دیر نہ کرو۔ جلدی چلو۔ اگر اور آدمی آ گئے تو کیا ہوگا "

**نوجوان۔ چلو!**

**یوگنی۔ میرا خیال ہے کہ اب جانا آسان نہیں!**

"بس اب تم لوگ میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔"

یہ کہہ کر ساول سنگھ اپنے جاسوسی لیمپ کی روشنی میں دوڑے۔ یکایک ایک شخص تلوار لئے ہوئے سامنے آ کھڑا ہوا۔ ساول سنگھ نے اُس پر بھی فائر کیا۔ گولی اُس کے ماتھے پر بیٹھی۔ اور دوسری طرف نکل گئی۔ وہ شخص بھی وہیں سرد ہو گیا۔

اب تینوں سیڑھیوں کی راہ اوپر آئے اور اُس زینے کو کھلا ہی چھوڑ کر دالان سے باہر آ گئے۔

ساول سنگھ نے جھاڑی سے جوتا نکال کر پاؤں میں پہنا اور تیزی سے اُن دونوں کو لے کر بھاگے۔ بھاگتے بھاگتے سوچنے لگے کہ ڈاکو نے یوگنی سے کہا تھا کہ سردار نے تجھے پال پوس کر بڑا کیا ہے ——— تو کیا یوگنی بچپن سے ہی یہاں آتی رہی ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ بھولا دراصل ڈاکو ہے اور اپنے آپ کو چھپا کر رانجھن کے ہاں نوکری کرتا رہا ہے۔ غالباً وہی منو کو یہاں لاتا ہوگا۔ منو نے بہت سی باتیں مجھ سے جھوٹ کہی ہیں۔ یہی سوچتے ہوئے وہ دونوں کو لے کر میگھو کی دوکان پر آ پہونچے "

---

# چھٹا بیان

رات کی گھٹا ٹوپ تاریکی ہر چہار طرف اپنا قبضہ جمائے ہوئے تھی تو می کا چاند ہونٹوں پر دلفریب مسکراہٹ لئے ہوئے درختوں کی آڑ سے آسمان کے بائیں گوشے سے تاک جھانک کر رہا تھا۔ درختوں کا سایہ ندی کے پانی میں پڑ کر اور بھی خوفناک ہو گیا تھا۔ کہیں کہیں نورانی کرنیں پانی تک پہنچنے کی جرأت کرتی تھیں ورنہ درختوں کے پتوں کی ڈھالیں انہیں اپنے اوپر ہی روک لیتی تھیں۔ جہاں کہیں چاندنی آہستہ آہستہ حرکت کرتے ہوئے گنگا کے پانی پر پڑتی تھی عجیب و غریب منظر نظر آتا تھا رات کے سناٹے کو توڑتی ہوئی گنگا شور مچاتی ہوئی کسی قدر کم تیزی سے بہ رہی تھی۔ ایک پختہ گھاٹ کے سامنے ہی عین درمیان میں ایک بڑا بھرا لنگر ڈالے پڑا تھا۔ پانی اُس سے ٹکراتا ہوا برابر اُسی چال سے بہ رہا تھا۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے کنارے پر نمودار ہو کر کہا "ناو دی"۔

بجرے سے آواز آئی۔ "پورنماشی" اس کے بعد پھر سناٹا چھا گیا یکایک ایک چھوٹی کشتی کنارے پر آ لگی۔ کنارے والا آدمی اُس پر سوار ہو گیا کشتی پانی کو تیزی سے چیرتی ہوئی پھر بجرے کے ساتھ آ لگی۔ ملاح اور دوسرا شخص بجرے میں گئے۔ اندر ایک بوڑھا تکیے کے سہارے ایک پلنگ پر بیٹھا تھا۔ اُس کی آنکھیں بڑی خوفناک معلوم ہوتی تھیں۔ بوڑھے نے اُسے دیکھتے ہی پوچھا:۔ کیوں ؟ کس مطلب سے ——— ؟

جوان کسی قدر ہچکچا کر بولا۔ سیٹھ کے مکان پر تو ہم لوگ مصیبت میں پھنس گئے وہاں پولیس تعینات تھی۔ اُن سے مڈبھیڑ ہوئی۔ لاٹھیاں چل رہی تھیں۔ ستارے نے

مجھے خبر دینے کے لئے بھیجا ہے۔"

**بوڑھا۔** آپ کون ہیں؟ آپ ہمارے گروہ کے آدمی تو معلوم نہیں ہوتے پھر آپ میرے خیر خواہ بن کر کس طرح چلے آئے۔ جب تک آپ میرے اِن سوالات کا جواب نہیں دیں گے میں کچھ رائے نہیں دے سکتا اور نہ آپ کی باتوں پر یقین کر سکتا ہوں۔

**جوان۔** "میں ڈاکوؤں کے گروہ میں نہیں ہوں اور نہ اُن کی مدد کرنے آیا ہوں۔ میں تو روپے وصول کرنا چاہتا ہوں۔"

**بوڑھا۔** کیسا روپیہ؟

**جوان۔** کچھ روپیہ مجھے پہلے بھی مل چکا ہے اور اِس دھاوے میں فتح حاصل ہونے پر کسی قدر اور ملنے کی اُمید ہے۔

**بوڑھا۔** اُنہوں نے آپ کو روپیہ دے کر میرے پاس بھیجا ہے یہ بات میری سمجھ میں نہیں آتی۔ میں اُن کی مدد کیلئے اس وقت کہاں سے آدمی بھیج سکتا ہوں میں خود بوڑھا ہوں نہیں جا سکتا وہ یہ سب باتیں بخوبی جانتے ہیں پھر اُنہوں نے آپ کو کیوں بھیجا ہے؟

جوان جواب ڈھونڈنے لگا۔ کچھ اِدھر اُدھر کر کے بولا۔ اِن باتوں سے مجھے کیا مطلب؟ مجھے جس کام کے لئے بھیجا گیا ہے میں نے کر دیا ہے میرا جہاں تک خیال ہے اُنہوں نے آپ کو بلایا ہے۔ آگے جو آپ کی مرضی ہو کیجئے۔ میں نے اپنا فرض پورا کر دیا۔"

یہ سُن کر بوڑھا ٹھٹھا مار کر ہنسا اور کہنے لگا۔ "بس اب آپ اپنی باتوں کو رہنے دیجئے آپ کو ڈاکوؤں نے نہیں بھیجا۔ آپ کے آنے کا کچھ اور ہی مطلب ہے معلوم نہیں آپ نے ہم لوگوں کے اشارے کیسے پا لئے ہیں۔ کیونکہ ڈاکوؤں کے گروہ کے علاوہ انہیں اور کوئی شخص نہیں جانتا اب بتائیے کہ آپ نے یہ مایا کیسے پھیلائی ہے؟

**اجنبی۔** آپ خود سمجھ سکتے ہیں کہ سردار کے حکم کے بغیر میں کیسے آ سکتا تھا۔ کیونکہ یہ اشارے مجھے اُنہوں نے بتلائے تھے۔

**بوڑھا** - ہاں میں مانتا ہوں۔ ہمارے اپنے آدمیوں کی غفلت سے ہی آپ کو یہاں تک پہنچنے کا موقعہ مل گیا ہے۔ جن دنوں میں جوان تھا کوئی میرے خوف سے زبان تک نہیں ہلا سکتا تھا۔ اب ہات پاؤں ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔ بیماری کی وجہ سے مجبور ہوں۔ اور آپ پہلے شخص ہیں جس نے یہاں تک آنے کی جرأت کی ہے۔

**اجنبی** - اچھا جو آپکی مرضی ہو سمجھیگا۔ آپ اپنا جواب دیجئے تاکہ میں سردار تک پہنچا دوں جب میں نے کام کی اُجرت پائی ہے۔ اور ابھی کچھ اور ملنے کی اُمید ہے تو مجھے بھی اپنا فرض پورا کرنا چاہئے۔

**بوڑھا** - میں حیران ہوں کہ آپ تن تنہا بجرے پر کیسے آ گئے۔ اگر آپ کی جان پر آفت آئے تو آپ بچنے کی تدبیر کر سکتے ہیں؟

یہ سنتے ہی اجنبی کا کلیجہ کانپ اُٹھا۔ دل میں سوچنے لگا کہ یہ بڈھا جو کچھ کہہ رہا ہے اگر کر گذرے تو اس کی ذات سے کچھ بعید نہیں۔ پھر لڑکھڑاتی ہوئی آواز سے کہنے لگا۔ یہ تو آپ خود سمجھ سکتے ہیں۔ کہ اگر میرا ارادہ بُرا ہوتا تو میں اکیلا کیوں آتا۔ میں تو آپ ہی کے کام سے آیا ہوں میرے دل میں اس بات کا مطلق خیال نہیں ہے۔

بوڑھا جوش غضب سے جھنجھلا کر بولا۔ دیکھئے بابو سانولی شنکر جی آپ جاسوس ہیں مگر میں آپ جیسوں کو برسوں سکھا سکتا ہوں۔ اتنی مدت تک اپنے قوت بازو سے یہ کام کرتا رہا ہوں آجتک کسی سے شکست نہیں کھائی۔ آپ چالاکی سے مجھے گرفتار کرنے آئے ہیں اگر دوسرا ہوتا تو ممکن تھا آپ کی [illegible] پر چل جاتا۔ مگر میرے سامنے آپ کی چالاکی کام نہیں کر سکتی۔ آپ مجھے ابتک نہیں لگا سکتے۔ اگر میں چاہوں تو ابھی آپ کی روح ملک الموت بن کر قبض کر سکتا ہوں۔ مگر میں ایسا نہیں کروں گا۔ گھر میں آئے ہوئے پر جوانی میں میں نے اپنا ہات نہیں اٹھایا۔ تو اب آخری عمر میں کیا اُٹھاؤنگا۔ آپ واپس چلے جائیے۔ اگر آپ نے دیکھ [illegible] کے آدمیوں کو پکڑ لیا ہے تو

انہیں لے جائیے۔ اور کوئی شخص آپ کے ہاتھ نہیں آسکتا۔ میں آپ کو خبردار کرتا ہوں کہ کبھی پھر اس قسم کی ہمت نہ کیجیئے گا۔ جو آپ کے ہاتھ آگئے ہیں انہیں پر قناعت کیجئے۔ میرا آدمی کشتی پر بٹھا کر آپ کو کنارے پر پہنچا دے گا۔ ورنہ ——— ڈاکوؤں کے دل کی کیا خبر ہے آپ یہاں لمحہ بھر بھی اور نہ ٹھیریں۔

جاسوس ساؤل سنگھ پولیس اور اُس نوجوان کو میگھو کی دکان پہنچا کر خود بجرا دیکھنے کے لئے گھاٹ پر پہنچے تھے۔ یہاں آتے ہی سردار نے انہیں پہچان لیا۔ اب ان کی زبان بند ہو گئی دل ہی دل میں کہنے لگے۔ باپ رے باپ! یہ ڈاکو ہے یا جوگی! میرا نام جانتا ہے اور میرا مطلب بھی سمجھتا ہے۔ میں نے جو بات میگھو سے بھی نہیں کہی۔ وہ اسے معلوم ہے معلوم ہوتا ہے یہ شخص بڑا عقلمند اور زمانہ دیدہ ہے۔ میں اسے گرفتار کرنے آیا تھا۔ مگر اس نے مجھے ہی

یہ سوچ کر ساؤل سنگھ نے سردار کی طرف دیکھ کر کہا۔ میں فقط بجرا دیکھنے کے لئے آیا تھا۔ آپ کو گرفتار کرنے کے ارادہ سے نہیں آیا تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ آپ بجرے میں ہیں۔ یا نہیں۔ خیر! آپ ایک بات بتلا دیجئے۔ آپ کو میرا نام کیسے معلوم ہوا!

سردار۔ میں آپ کو بہت مدت سے جانتا ہوں کئی دفعہ بھیس بدل کر میں آپ سے مل چکا ہوں۔ ایک دفعہ سرائے میں بھکاری بن کر میں آپ کو دیکھنے گیا تھا۔ آپ نے مجھ سے جھنڈا سنگھ کے بارے میں بہت کچھ پوچھا تھا اور میں نے بھی آپ کو بہت سی گول مول باتیں بتلائی تھیں۔ ایک دفعہ میں ریوڑی بیچنے والا بن کر ٹھینشور کے میلے میں آپ سے ملا تھا۔ آپ نے مجھ سے ریوڑی لے کر کھائی تھیں۔ آپ بھول گئے ہونگے مگر مجھے سب یاد ہیں۔

ساؤل سنگھ۔ اُف! ...... بے شک آپ لائق شخص ہیں مگر مجھے اس قدر

افسوس ضرور ہے کہ آپ جیسا عقلمند شخص ........ ان ذلیل کاموں میں اوقات زندگی بسر کرے۔

سردار۔ ڈکیتی کو آپ ذلیل کام بتاتے ہیں۔ میں نوابی کی بدولت راج کا سکھ بھوگ رہا ہوں۔ آپ یہ نوٹ کر رکھئے کہ میرے آدمی کسی شریف اور نیک آدمی کے مکان پر ڈاکہ نہیں ڈالتے۔ ہم لوگ کنجوسوں کا روپیہ چھین کر غریبوں کو بانٹ دیتے ہیں اپاہجوں کو کھانا کھلاتے اور سادھوؤں کی خدمت کرتے ہیں۔ دیکھئے اگر لاکھ پتی آدمی ہے مگر کسی کو ایک دمڑی بھی دان نہیں دیتا تو اس کا روپیہ اگر ہم لوگ چھین لیں تو اس میں برائی کون سی ہے؟

سانول سنگھ۔ یہ میں مانتا ہوں مگر جس طریقہ سے آپ لوگ وہ روپیہ لیتے ہیں وہ بہت برا ہے۔

سردار۔ نہیں صاحب! ہم لوگ برائی بھلائی کو خود اچھی طرح سمجھتے ہیں۔ ہمیشہ انصاف سے کام لیتے ہیں۔ مگر آپ نے ہمارے کام میں خلل ڈال دیا ہے۔ اب معلوم نہیں کہ کس کروٹ اونٹ بیٹھے گا۔

سانول سنگھ۔ اچھا! راجپرن کا نوکر اور لڑکی

سردار بات کاٹ کر بولا "بس اب رہنے دو۔ اب بات کا کام نہیں۔ جب آپ نے کام بنا لیا ہے تو خود بخود سب کچھ معلوم ہو جائے گا۔ میرا خیال ہے کہ سادھو کے بھیس سے آپ کو ان باتوں کا پتہ چلا ہو گا۔ سنگم کے کنارے پر وہاں پہرہ نہیں بٹھایا گیا اور اسی وجہ سے یہ تمام خرابی ہوئی ہے۔ اب آپ اس گفتگو کو رہنے دیجئے۔ چپ چاپ لوٹ جائیے۔ تیسرا پہر ختم ہونے کو ہے۔

اتنا کہہ کر اس نے جگو کو آواز دی۔ وہ ہاتھ باندھے ہوئے سامنے آ کھڑا ہوا سردار نے سانول سنگھ کو کنارے پر اتارنے کے لئے اسے حکم دیا۔ اور خود وہاں

سے ٹل گیا۔ ساتول سنگھ چُپ چاپ کشتی پر سوار ہو کر کنارے پر آ پہنچے اور وہاں
سے میگھو کی دُکان کا راستہ لیا۔

---

# ساتواں بیان

آسمان کے مشرقی حصہ میں شفق کی سُرخی دیکھ کر رات کی سیاہی دُم دبا کر بھاگ کھڑی ہوئی۔ ستاروں کے چراغ اس زبردست روشنی سے ماند پڑ کر جیسے بجھ گئے۔ آسمان اور زمین نُور کے سانچے میں ڈھل گئے۔ درختوں کے پتوں پر طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کی سنہری شعاعوں نے گلکاریاں کردیں۔ چرند پرند خوشی کا راگ الاپنے لگے۔ اتنے میں ساتول سنگھ بھی ٹہلتے ٹہلتے میگھو کی دُکان پر آ پہنچے۔ سپاہی ڈاکوؤں کو پکڑے ہوئے پہلے ہی وہاں پہنچ گئے تھے۔ انہوں نے ایک سپاہی سے کہا۔ ست رام اگاڑی لاؤ۔ اب دیر کرنا ٹھیک نہیں ہیں پانڈے جی کے مکان سے ہو کر چلنا ہوگا۔

تماشائیوں نے بھی اُن کی تائید کی۔ ایک نے کہا۔ میں آپ کی عقل و دانش کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ ان ڈاکوؤں نے تمام علاقہ اُجاڑ ڈالا تھا۔ اور کس میں ہمت نہیں تھی کہ انہیں گرفتار کرتا۔ مگر آپ نے انہیں دنوں میں پکڑ لیا۔ آپ واقعی مُلک کی بڑی خدمت کی ہے۔ بھگوان آپ کا بھلا کریں۔ بہتیرے بے گناہو کے جان و مال محفوظ ہو گئے۔ سرکار نے آپ کو اس معاملے میں لگا کر پولیس والو

[illegible]

اب تجھے پھانسی پر چڑھنا ہوگا۔"

بھولا۔ قید سے پھانسی کی سزا بہت اچھی ہے جب پکڑے گئے تو پھر جو سزا ہو تھوڑی ہے اور بھگتنے کو تیار۔ مگر اتنا یاد رکھئے کہ ان چھ آدمیوں کو پھانسی دینے سے ہمارا گروہ اپنا کام نہیں چھوڑیگا۔ بڑے سردار زندہ رہے تو ہمارے جیسے سینکڑوں آدمی تیار کرلیں گے۔"

ساتول سنگھ۔ یہ سب باتیں ہیں تم سے نہیں پوچھتا۔ جب گرفتار کرلئے گئے ہو تو سزا ملے ہی گی۔ میرا مطلب یہ ہے کہ اگر میرے سوالوں کا جواب صاف دیدو تو تمہیں بچانے کی کوشش کی جائے گی۔

بھولا۔ ہم لوگوں میں سے ایک شخص بھی آپ کی مہربانی اور عنایت کا خواہاں نہیں ہے میں صاف صاف اور کیا کہوں۔ جو آپ کو معلوم ہے وہی سچی بات ہے۔ جب ہم لوگ ڈاکہ ڈالتے ہوئے پکڑے گئے ہیں۔ تو وہی سزا جو ایک ڈاکو کو ملتی ہے ہمیں بھی ملیگی۔

ساتول سنگھ۔ میں یہ نہیں پوچھتا۔ میں رام چرن پانڈے کے گھر کی بات پوچھتا ہوں اگر تم بتلادوگے تو حتی الامکان چھڑانے کی کوشش کروں گا۔

بھولا۔ میں تو صاحب رامچرن کو نہیں جانتا اور نہ اُنکے گھر کا کچھ حال جانتا ہوں۔

ساتول سنگھ۔ ارے تو رام چرن پانڈے کو نہیں جانتا۔ اُن کے ہاں جو خون ہوا ہے اُس میں تو تو شامل تھا نا۔

بھولا۔ صاحب! اس معاملے کا تعلق ہم لوگوں سے نہیں بلکہ ایک اور شخص سے ہے۔

یہ سُنکر ساتول سنگھ دل ہی دل میں خوش ہوکر بولے۔ "یہ تو میں بھی جانتا ہوں کہ نگم لال ہی اس معاملے کی جڑ ہے لیکن خون تو تم لوگوں نے ہی کیا ہے نا؟

بھولا نے ہنس کر کہا۔ "یہ میں نہیں جانتا۔ سردار کو معلوم ہے۔ اُن سے دریافت کیجئے!

**ساؤل سنگھ۔** سردار سے اب بجرے پر پوچھنے جائیں۔

**بھولا۔** نہیں سردار تو یہیں بیٹھے ہیں اُنہیں کبھی آپ نے گرفتار کرلیا ہے"۔

**ساؤل سنگھ۔** پھر تم جھوٹ بولنے پر اُتر آئے۔ جھنڈا سنگھ سردار کو ہم لوگوں نے کہاں گرفتار کیا ہے وہ تو یہاں آیا ہی نہیں تھا۔

**بھولا۔** اُنہیں جانے دیجئے وہ تو بڑے سردار ہیں۔ سردار یہاں بھی موجود ہیں!

**ساؤل سنگھ۔** تمہارے بڑے سردار کو تو میں پہچانتا ہوں۔

**بھولا۔** پہچاننے کا کیا ہے۔ کیا ہم لوگ آپ کو نہیں پہچانتے۔ آپ کی مورتی ہم سب کے دل پر منقش ہو چکی تھی۔

**ساؤل سنگھ۔** مگر میں پوچھتا ہوں کہ تم لوگوں نے رامچرن کا گھر کیوں برباد کردیا اس کی کم سن لڑکی کی زندگی کیوں خراب کی؟

**بھولا۔** یہ سخت سوال آپ کو سردار سے کرنا چاہیئے۔ میں اس کا جواب نہیں دے سکتا میں ایک معمولی آدمی کی حیثیت سے ڈاکوؤں میں کام کرتا ہوں میں نے کسی آدمی کا ستیاناس نہیں کیا۔ یہ کام تو سنگم لال کا ہے۔ ہم تو اپنے سردار کے حکم پر کام کرتے ہیں

**ساؤل سنگھ۔** مگر بھولا! یہ کیسے معلوم ہو کہ تم ڈاکوؤں کے گروہ میں شامل ہو۔ رامچرن تم پر بہت اعتبار کرتے تھے معلوم ہوتا ہے کہ تم نے ہی متو کو ڈاکوؤں کے سپرد کرکے اُسے پاپ ساگر میں ڈبویا ہے۔

**بھولا۔** بھولا کس کا نام ہے؟ آپ متو کس کو کہتے ہیں؟

**ساؤل سنگھ۔** رام چرن پانڈے کے ہاں تم رہتے تھے یا نہیں! اُنہیں کی لڑکی کا نام متو ہے۔ سب باتیں جانکر بھی بھولے بنے جاتے ہو۔

**بھولا۔** میں یہ باتیں نہیں جانتا۔ آپ سردار سے دریافت فرمائیے۔

**ساؤل سنگھ۔** پھر تم ڈاکوؤں کی چال چلنے لگے۔ یاد رکھو کہ تم لوگ اب کوئی بات



مایا ایشور تیری مایا دھنیہ ہے! صفحہ ۴۷

ہم سے نہیں چھپا سکتے۔ ہم تمام باتیں خود ہی نکال سکتے ہیں۔ مگر تمہارے کہنے سے تمہاری سزا میں تخفیف ہو جاتی۔ اور میں تمہیں بچانے کی کوشش کرتا۔

بھولا۔ میں آپ کا احسانمند ہوں مگر میں اکیلا بچنا نہیں چاہتا۔

جب سانول سنگھ نے دیکھا کہ بھولا کچھ نہیں بتلائے گا۔ تو اُن کی گاڑی کو حوالات کی طرف روانہ کر دیا۔ اور آپ دوسری گاڑی میں سوار ہو کر رام چرن پانڈے کے مکان پر پہنچے۔ راستے میں اُنہوں نے اُسی نوجوان سے پوچھا۔ کہئے! انہوں نے اپنا نام متو قبول کیا یا نہیں؟

"نہیں صاحب! میں نے کھانا کھاتے وقت بھی دریافت کیا تھا کہ ایک شریف خاندان کی لڑکی ہو کر تم ڈاکوؤں کے گروہ میں کیوں گئیں۔ اگر کوئی پوشیدہ راز ہو تو بتلا دو۔ مگر یہ اب تک نہیں مانیں۔ ایسی عورت میں نے تو اپنی زندگی میں نہیں دیکھی۔

سانول سنگھ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ بُری صحبت میں پڑ کر تباہ ہو گئی ہے۔ اور اس میں پانڈے جی کا بھی قصور ہے۔ اتنے بڑے دولتمند ہو کر دو چار خدمتگار نہیں رکھ سکتے دروازے پر دربان نہیں بٹھاتے۔ اگر تمام انتظام کیا ہوتا تو لڑکی کیوں ہات سے جاتی۔ جوان لڑکی! اور ابھی تک اس کی شادی نہیں کی۔ اگر یہ پاپ نہیں تو کیا ہے۔

جوان۔ آپ کا کہنا بجا ہے۔ روپیہ خرچ نہ کرنے سے کوئی فائدہ حاصل نہیں ہوتا اور نہ وہ کسی کام آ سکتا ہے۔ آخر دوسرے ہی کے گھر جاتا ہے۔ کنجوس آدمی صرف روپے کی حفاظت کرتا ہے۔ اُس کا سُکھ نہیں بھوگ سکتا۔ بلکہ حفاظت کرتے کرتے تنگ آ جاتا ہے۔ جہاں گرکھ میں ہی شادی کا وعدہ کیا جاتا ہے۔ جہاں گود میں لڑکے لڑکیوں کا بیاہ ہو جاتا ہے۔ وہاں اپنی لڑکی کو جوان کر کے کنواری رکھنا کود کر درخت پر چڑھنے کی کوشش کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔ جہاں لڑکی سیانی ہوئی شادی کر دینی چاہئے۔ زیادہ سے زیادہ پندرہ سولہ سال تک لڑکی کا بیاہ ہو جانا چاہئے۔

عورتوں کی ایڑی سے لے کر چوٹی تک فریب ہوتا ہے۔ ہمارے شاستروں میں عورتوں کو مردوں کے ماتحت رکھا گیا ہے۔ انہیں اس قدر آزادی نہ ملنی چاہیئے۔ جسے یہ سنبھال نہ سکیں۔

ساول سنگھ نے گفتگو کا رخ بدل کر لڑکی سے کہا۔ کیوں منتو! تم نے کچھ کھایا؟ پتا کا خیال ہے کیا؟

منتو نے مسکرا کر کہا۔ آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ میں انہی کے خیال میں مستغرق ہوں جب تک میں انہیں نہیں دیکھوں گی مجھے بھوک پیاس نہیں لگے گی۔

ساول سنگھ۔ اب وہیں جا رہی ہو۔ انہیں دیکھ سکو گی۔

منتو۔ تو کیا آپ گھاٹ پر چلتے ہیں؟

ساول سنگھ۔ تو کیا تم بھی پتا سے ملنا چاہتی ہو۔

منتو۔ آپ انہیں جانتے ہیں؟

ساول سنگھ۔ ہاں! کل رات تم لوگوں کو دوکان پر ٹھیرا کر میں گھاٹ پر گیا تھا۔ ڈاکوؤں کے سردار سے مل آیا ہوں۔ مگر وہاں تمہارے پتا تو نہیں تھے۔

منتو۔ وہی ہیں۔

یہ کہہ کر منتو رونے لگی۔ اس کی یہ بات دیکھ کر ساول سنگھ حیران ہوئے۔ منتو کے آنسو جھر جھر آنکھوں سے گر رہے تھے کسی طرح تھمتے ہی نہ تھے۔ آخر ساول سنگھ نے اپنا ایک دلچسپ واقعہ سنانا شروع کیا۔ دونوں اسی میں محو ہو گئے۔

# آٹھواں بیان

رام چرن کا مکان سڑک سے دور ایک اونچے ٹیلے پر تھا۔ وہاں گاڑی نہیں جا سکتی تھی۔ اُن دونوں کو گاڑی میں چھوڑ کر دو بجے کے قریب سانول سنگھ اُن کے مکان پر پہنچے۔ انہوں نے دیکھتے ہی تعظیم و تکریم سے بٹھایا اور کہنے لگے میں آپ کے لئے کھانا تیار کروا آؤں"۔

سانول سنگھ نے اُن کا ہاتھ پکڑ کر کہا "مجھے ابھی کھانا کھانے کی فکر نہیں ہے جب وقت ہوگا دیکھا جائیگا۔ مجھے پہلے یہ بتلائیے کہ منتو کہاں ہے؟

اچھا بیٹھئے کھانا کھائیے آرام کیجئے پھر یہ باتیں۔

سانول سنگھ بات کاٹ کر بولے "نہیں پہلے آپ بتلا دیجئے۔ ہم لوگوں کو اپنے کاموں کا خیال نہیں رہتا۔ پہلے اپنا فرض ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔

سانول سنگھ دل ہی دل میں سوچنے لگے کہ ضرور رام چرن یہی کہیں گے کہ منتو کی بھی وہی حالت ہوئی جو دجے بہادر کی ہو چکی ہے۔ یہی کہنے کیلئے وہ حیلہ بازی سے کام لے رہے ہیں۔ شرم دامنگیر ہے۔ اس لئے کہتے ہوئے ہچکچاتے ہیں ——— یہی سوچتے ہوئے جاسوس دیوتا پانڈے جی کا مُنہ دیکھنے لگے۔

رام چرن بولے "سنئے صاحب! آپ پولیس افسر ہیں۔ آپ کے حکم سے انکار کرنے کی مجھ میں طاقت نہیں ہے۔ مگر منتو کے بارے میں آپ کے خیالات دیکھ اور سُن کر مجھے دُکھ ہوتا ہے۔ وہ کمسن لڑکی دُنیا کے اونچ نیچ سے ناواقف ہے۔ مگر آپ اس پر کلنک لگانے کی فکر میں ہیں۔ وہ بیچاری بالکل بے قصور ہے میں ہاتھ جوڑ کر کہتا ہوں۔ کہ آپ منتو کا نام نہ لیجئے۔ آپ بیٹھئے۔ کپڑے اُتاریئے۔ گر اس بات

کا تذکرہ زبان پر لائیے۔

سانول سنگھ۔ میں آپ سے تو معافی کا خواستگار ہوں کہ مجھے اس معاملے کی تفتیش کے لئے یہاں آنا پڑا ہے۔ میں جاسوس انسپکٹر ہوں ہمیں بعض اوقات کتنی ہی باتیں دریافت کرنا پڑتی ہیں۔ آپ کی لڑکی منو ایک ایسے راستے پر پڑ گئی ہے۔ جو سیدھا جہنم میں جاتا ہے۔ مگر آپ کو ابھی تک خبر نہیں۔ آپ پرانے آدمی ہیں۔ اس لئے آج کل کی کلجگی اولاد کی خبر نہیں رکھ سکے۔ میری عمر بھی آپ کے برابر یا کسی قدر کم ہوگی۔ مگر سراغ رسانی کے کام میں ہی بال سفید ہوئے ہیں۔ میں آپ کا خیر اندیش ہوں۔ آپ کے گھر کی کوئی بات ظاہر نہیں کروں گا۔ سنسار کی کل اچھی اور بری لڑکیاں میری اپنی لڑکیوں کی مانند ہیں۔ میں منو کو بھی اپنی لڑکی ہی سمجھتا ہوں۔ جو کچھ میں آپ سے پوچھتا ہوں آپ بے چون وچرا بتلا دیجئے مجھے آپ کا کام کرنے سے پیشتر کھانا پینا حرام ہے۔ میں مدت سے پولیس میں کام کرتا ہوں۔ مگر آج تک بغیر دام دیئے کسی کے ہاں کھانا نہیں کھایا۔ میرے لئے آپ کھانے کا انتظام نہ کیجئے گا۔ پہلے یہ بتلائیے کہ منو کہاں ہے؟ میں اس سے ملنا چاہتا ہوں۔

رام چرن کا چہرہ شرم سے سرخ ہو گیا۔ آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ بھاری آواز سے بولے ٹھاکر صاحب! در حقیقت آپ سنگدل ہیں۔ میرے لئے یہ واقعہ کچھ کم نہیں ہے۔ میں نے کتنا ہی روپیہ پیدا کیا۔ مگر سکھ حاصل نہیں کر سکا۔ بھگوان نے میری قسمت میں نہیں معلوم ابھی کیا کیا لکھا ہے۔ ایشور مجھے موت دے تو اچھا ہے۔

سانول سنگھ۔ موت تو ایک دن ضرور ہی آئیگی۔ آپ اس کے لئے اس قدر بیچین کیوں ہیں۔ اور جہاں تک میرا خیال ہے یہ بات بھی ٹھیک معلوم نہیں ہوتی کہ آپ ہمیشہ دکھی ہی بنے رہے ہیں۔ زندگی میں دکھ اور سکھ دونوں ہی ملتے ہیں۔ ہاں

یہ ضرور ہے کہ جتنی جلدی سُکھ کے دن کٹتے ہیں دُکھ کی راتیں نہیں کٹتیں۔ اگر آج آپ دُکھی ہیں کل سُکھی ہوں گے۔ خیر ان باتوں کو چھوڑیئے۔ اور مجھے یہ بتلائیے کہ آج آپ نے منّو کو اس گھر میں دیکھا ہے یا نہیں؟

پانڈے جی آنسو پونچھ کر بولے "آج کیا! میں تو اب اُس کے کمرے میں جاتا ہی نہیں اور وہ بھی کبھی باہر نہیں آتی۔ رات دن کمرے میں ہی پڑی رہتی ہے۔ کسی سے نہیں ملتی۔ محلے کی کسی عورت سے کوئی بات نہیں کرتی میرے سامنے تو وہ آتی ہی نہیں! اِس وقت بھی وہ اپنے کمرے میں ہوگی۔

"نہیں صاحب! جب آج آپ نے اُسے نہیں دیکھا تو وہ گھر میں نہیں ہوگی میں آج آپ کا وہم دُور کئے دیتا ہوں۔ جو بات ابھی تک آپ کو معلوم نہیں تھی۔ آج بتلا دیتا ہوں"۔

یہ کہہ کر سانول سنگھ مکان سے باہر آئے اور زور سے سیٹی بجائی۔ یوگنی اور نوجوان دونوں گاڑی سے اُتر کر چلے آئے اور رامچرن کی بیٹھک میں پہنچ گئے۔

سانول سنگھ نے زور سے پانڈے جی کو پکارا "پانڈے جی!"

اوپر سے آواز آئی آتا ہوں تشریف رکھئے۔

سانول سنگھ نہ بیٹھ سکے۔ یوگنی کو ساتھ لے کر اوپر چڑھ گئے۔ راستے میں رامچرن سے ملے۔ اُن کے پیچھے پیچھے منّو بھی آ رہی تھی۔ جاسوس دیوتا یہ دیکھ کر گم صم ہو گئے۔ رام چرن نے آبدیدہ نگاہوں سے جاسوس کی طرف دیکھ کر ٹوٹی ہوئی آواز میں کہا۔ "دیکھئے ٹھاکر صاحب! آپ نے کہا تھا کہ منّو گھر میں نہیں ہے۔ وہ بیچاری مُردے کی طرح بالکل بے حس و حرکت پلنگ پر پڑی تھی۔ آپ کی باتوں سے تکلیف پا کر میں اِسے جگا کر لے آیا ہوں"۔

یہ کہہ کر اُنہوں نے منّو کا ہاتھ پکڑ کر سانول سنگھ کے سامنے کر دیا۔ اور کہا دیکھئے

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

جیسے دو خوبصورت تیلیاں آنکھوں کے اشاروں سے آپس میں بات چیت کر رہی ہیں
دونوں اپنے دل میں سوچتی تھیں کہ ہم دونوں کا چہرہ بالکل ایک جیسا ہے۔ یہ کیا بات ہے
اتنے میں رام چرن کے دل میں یکایک ایک خیال آگیا۔ اُس کا بایاں کان دیکھ کر فوراً سمجھ
گئے۔ اُسے گود میں اٹھالیا اور خوش ہو کر بولے۔ یہ تو میری تتو ہے! ارے پنڈائن دوڑنا!
دوڑنا! تتو مل گئی۔ آج میری گمشدہ دولت پھر سے آگئی۔ بیٹی متو یہ تیری بہن
ہے!"

تمام گتھی سلجھ گئی۔ عقدہ حل ہو گیا۔ پنڈائن بھی دوڑ کر وہاں آگئی۔ اور بولی۔
"دیکھیں تو بیٹی۔ تیرا کان! ...... جب تو چھوٹی سی تھی تو تیرا کان جل گیا تھا۔ تیری
جان بڑی مشکل سے بچی تھی۔ چھ مہینے بڑا دکھ اٹھایا تھا۔ بیٹی اتنے دنوں کہاں رہی!"
بڑھیا نے یہ کہکر اپنے گلے سے لگا لیا۔ متو بھی بہن کہکر لپٹ گئی۔ دونوں بہنیں ایک
دوسرے کو دیکھ کر بہت خوش ہوئیں۔

سانول سنگھ نے متحیر ہو کر پوچھا۔ "تو کیا آپ کے کوئی اور لڑکی بھی تھی؟"
رام چرن۔ میں نے تو ایک دن آپ سے کہا تھا کہ میری ایک اور بھی لڑکی تھی جسے
ڈاکوؤں نے مار ڈالا ہے۔ جب آپ پہلے روز آئے تھے تو مجھے یاد پڑتا ہے کہ میں نے
آپ سے یہ بات کہی تھی۔ مگر آپ نے خیال نہیں کیا اور نہ مجھے اُمید تھی کہ میری لڑکی
جیتی جاگتی ملے گی۔ آپ کی بدولت میں نے اپنی لڑکی کو پایا ہے۔ بھگوان آپ کا
اُپکار کریں۔ آپ نے بڑھاپے میں میرے ساتھ وہ سلوک کیا ہے جو کئی جنم تک میں
نہیں بھول سکونگا۔ رگنی ابھی تک سانول سنگھ کے حکم پر کام کرتی تھی۔ مگر اب اپنے
اصلی باپ کو دیکھ کر اُس کے آنسو نہیں تھم سکے۔ اُس کے ذہن نشین ہو گیا کہ یہی میرے
پتا ہیں پدرانہ محبت کا جذبہ بیدار ہو اٹھا ـــــ مدت کی دبی ہوئی آگ موقعہ پاتے
ہی بھبک اٹھی۔

رام چرن ۔ منو ۔ تپو ۔ اور پنڈائن کے دریائے محبت کا باندھ ٹوٹ گیا ۔ کرونا ساگر میں جوار بھاٹا آگیا ۔ دل ہی دل میں محبت کی زبردست ترنگیں اُٹھنے لگیں ۔

اتنے میں ساؤل سنگھ نے سیٹھی بجائی نوجوان بھی اوپر آپہنچا اُسے دیکھکر تھوڑے پچھار گی اپنی آنکھیں نیچی کرلیں ۔ پنڈائن وجے کا نام سُنکر خوشی سے پھولی نہ سمائی ۔ رام چرن سُکھ کے بوجھ کو برداشت نہ کرکے وہیں بیٹھ گئے ۔ بیٹھتے ہی آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا ۔ سر چکرانے لگا ۔ بیہوش ہوکر وہیں لیٹ گئے ۔

ساؤل سنگھ سمجھ گئے کہ بوڑھا خوشی کو برداشت نہ کرکے بیہوش ہوگیا ہے ۔ تھوڑی دیر بعد بوڑھے رام چرن کو ہوش آئی ۔ اُنھوں نے پانی مانگا ۔ منو پانی لے آئی ۔ وجے بہادر اپنے ہاتھ سے پلانے لگے منو پنکھے سے ہوا کرنے لگی "۔

پانڈے جی وجے بہادر کی طرف دیکھ کر آہستہ سے بولے " ۔ اے بیوا ! تمہیں تو نہیں کہاں ہے ! ...... منو کہاں ہے ؟ آہ ! ...... ٹھاکر صاحب ! آپ کی عمر دراز ہو ۔ آپ نے ہی میرا کلیان کیا ہے اور میری دُکھوں سے بھرپور زندگی کو سُکھ مئی بنا . دیا ہے آپ کو بھگوان نے میرا ہی اُدھار کرنے کے لئے دنیا میں بھیجا ہے ! ــــ آپ دیوتا ہیں ۔ جب بھگتوں پر دُکھ پڑتا ہے ۔ تو ایشور خود ہی اُتار لیتے ہیں ۔ اور بھگتوں کا دُکھ درد دُور کردیتے ہیں ۔ آپ میرے لئے تو ایشور کا اُتار ہیں ۔ نہیں معلوم میرے کس جنم کے پُنیہ سے آپ کا درشن ملا ہے ۔ ورنہ میں تو دُکھ ساگر میں ڈوب ہی چکا تھا آپ نے بچالیا ..... "

رام چرن کو کھانے کا خیال آیا اُنھوں نے پنڈائن کو فوراً اشارہ کیا ۔ پنڈائن منو اور تپو کو لے کر رسوئی خانہ میں پہنچی اور کھانا تیار کرنے لگی ۔

---

کھانے کر سب لوگ بیٹھے تھے کہ جاسوس ساؤل سنگھ کا آدمی راما نوگرہ کو بلاکر لے آیا ۔ اپنے لخت جگر کو زندہ دیکھکر اُنھیں بہشتی سُکھ کا احساس ہوا ۔ زور سے اپنے بیٹے کو لپٹا

لیا اور دیر تک خوشی کے آنسو بہاتے رہے۔ پھر دونوں باپ بیٹے چپ چاپ وہیں بیٹھ گئے۔ ساول سنگھ نے کہا۔ پانڈے جی! جب میں نے رامالوگڑہ کے مکان پر خون کا حال سنا۔ تو میرے دل میں شک سا پیدا ہو گیا۔ لاش کے چھپانے کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آیا۔ میں نے سوچا جب لاش نہیں ملتی تو دال میں کچھ کالا ضرور ہے۔ میرا شک ڈاکٹر سے مل کر اور بھی مضبوط ہو گیا۔ انہوں نے کہا تھا کہ اگر یہ آدمی کا خون ہے تو کم از کم تین دن کا ہونا چاہئے۔ میں نے دل میں فیصلہ کر لیا کہ یہ آدمی کا خون نہیں ہے۔ کیونکہ وہ واقعہ اسی روز ہوا تھا۔ ڈاکٹر کے مکان سے لوٹ کر میں پھر رامالوگڑہ بابو کے پاس پہنچا۔ اور انہیں سمجھایا۔ بلکہ یہاں تک یقین دلایا تھا کہ میں عنقریب ہی وجے بہادر کو برآمد کر لوں گا۔

اس کے بعد وہ رامالوگڑہ سے مخاطب ہوئے۔ آپ نے جن کا مجھے فوٹو دیا تھا انہیں میں نے آج آپ کے سامنے حاضر کر دیا۔ میرا ارادہ تھا کہ میں پہلے انہیں لے کر آپ کے مکان پر پہنچتا۔ مگر منوجو در اصل ان کی دوسری لڑکی پتو ہے میرے ساتھ تھی اس لئے آپ کو یہاں بلا بھیجا۔

رام چرن نے کہا۔ میں ابھی تک حیران ہوں کہ یہ آفت مجھ پر کیوں آئی۔ میں نہ تو چور ہوں اور نہ چور کا بھائی یہ صحیح ہے کہ یہ سب کام اسی نمک حرام بھولا کا تھا۔ مگر اس نے ایسا کیوں کیا یہ بات سمجھ میں نہیں آتی"۔

وجے بہادر۔ آپ کا بھولا ہی تو مجھے اپنے ساتھیوں کی مدد سے اٹھا لے گیا تھا اس نے لباس بدل لیا تھا۔ مگر میں دیکھتے ہی اسے پہچان گیا۔ میں نے پوچھا کہ کہاں لے جاتا ہے۔ کیوں باندھتا ہے۔ مگر اس نے کوئی جواب نہ دیا۔ بلکہ ایک شخص ننگی تلوار لے کر مجھ سے کہنے لگا۔ کہ اگر بولے گا تو ابھی سر تن سے علیحدہ کر دیا جائیگا۔ میں خاموش ہو گیا وہ مجھے اٹھا کر اپنے ڈیرے پر لے گئے۔

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ں کے نصیبوں میں آگ لگ چکی تھی۔ اس لئے وہ باپ کے گھر ہی رہتی تھی۔ وہ چار
ل میں کبھی کبھی وہ چار دن کے لئے وہ اپنی سسرال میں جاتی تھی۔ مگر پھر بھی بھائی
ے پاس ہی لوٹ آتی تھی۔ ہر روز صبح اٹھ کر گنگا اشنان کر کے مہادیو جی کو جل چڑھاتی
ں۔ پھر گھر کا کام کاج کرتی تھی۔ عمر بھی پچاس سال کی ہو چکی تھی۔ وجے بہادر کے مرنے
ی وجہ سے ہمیشہ پژمردہ خاطر رہتی تھی۔ رام چرن کے ہاں پہنچ کر جب اس نے اپنے
تیجے کو زندہ دیکھا تو خوشی کے مارے اپنے کمزور جسم کو سنبھال نہ سکی۔ دروازے کی
ہو کر کھا کر ایسی گری کہ دانت ٹوٹ گئے۔ منہ سے خون جاری ہو گیا۔ مگر وجے بہادر کی
شی میں اسے اپنا یہ دکھ بالکل محسوس نہیں ہوا۔ سب لوگ اسے سہارا دے کر اندر
لے گئے۔

---

# نواں بیان

بواجی کے سنبھلنے اور اندر جانے پر وجے بہادر نے تمام کہانی اپنے پتا سے کہی
سانول سنگھ کی دلاوری اور جانبازی کی بڑی تعریف کی۔ رامانوگرہ اور رام چرن دونوں
نے جاسوس دیوتا کے آگے دلی عقیدت سے سر جھکایا۔ سانول سنگھ نے کہا یہ سب
بھگوان کی مہربانی ہوئی ہے۔ آپ لوگ خدا کا شکر بجا لائیں۔ اب میں یہاں نہیں ٹھیر سکتا
آپ آرام کیجئے مجھے ابھی تھانہ اور ہسپتال جانا ہے۔

شفاخانہ پہنچنے پر خبر ملی کہ گھائل شدہ اشخاص میں سے تین آدمی مر گئے ہیں باقیوں
کی مرہم پٹی ہو رہی ہے۔ ڈاکوؤں کے دو اور پرسن سیٹھ کا ایک آدمی مرا تھا ان اشخاص
میں سے ایک تو شنکر لال تھا۔ سانول سنگھ کو دیکھ کر بڑا دکھ ہوا۔ انھوں نے دل ہی

[illegible]

ساتھ رہا ہم لوگ گرفتار نہیں ہو سکے۔ اب آپ کے ہاتھ میں پھنس گئے ہیں جو مرضی ہو کیجئے مگر ہم لوگوں سے راز پوچھنے کی اُمید چھوڑ دیجئے۔ ہم لوگ اپنی جان کی پرواہ نہیں کرتے اور نہ جان بخشی کرنے پر کچھ بتلا سکتے ہیں۔ ہم چاہتے ہیں کہ جس قدر جلد ممکن ہو سکے۔ پھانسی دے دی جائے!!

سانول سنگھ نے متانت آمیز لہجہ میں کہا "ہم تمہیں سزا نہیں دے سکتے اور نہ اس کے لئے صلاح پوچھتے ہیں۔ یہ سب باتیں مجسٹریٹ طے کرے گا۔ میرا مطلب یہ ہے کہ یہ شخص جو تمہارے سامنے کھڑا ہے بالکل تمہارا ہمشکل ہے اور اسی وجہ سے جیل میں پڑا ہوا سڑ رہا ہے میں یہ جاننا چاہتا ہوں کہ دراصل تم کون ہو۔ تمہارا مکان کہاں ہے۔ میرا خیال ہے کہ تم دونوں توام بھائی ہو۔

یہ سُنکر بھولا نمبر ۲ نے دُبلے پتلے آدمی کی طرف غور سے دیکھا۔ برادرانہ محبت کا جذبہ دل میں بیدار ہوا آنکھوں میں آنسو بھر کر بولا "آپ ٹھیک کہتے ہیں۔ میں دیہات کے ایک امیر کا لڑکا ہوں۔ میں ابھی بچہ ہی تھا کہ ڈاکو مجھے لے آئے جب میں بڑا ہوا تو مجھے معلوم ہوا کہ میرا ایک اور بھائی بھی تھا۔ اُسے لانے کے لئے بھی ڈاکوؤں نے کوشش کی تھی مگر کامیاب نہ ہو سکے۔ یہ باتیں مجھے ڈاکوؤں سے ہی معلوم ہوئی تھیں میرا خیال ہے کہ یہی میرا بھائی ہے۔

سانول سنگھ۔ بیشک یہی تمہارا بھائی ہے اسے ایک شخص پانڈے جی کے ہاتھ کچھ روپے لے کر فروخت کر گیا تھا اور وہ اپنے آپ کو اس کا ماما بتلاتا تھا۔ اور یہ بھی کہتا تھا کہ اس کا ایک بھائی بھی ہے جسے ڈاکو لوگ اُٹھا کر لے گئے ہیں۔

یہ باتیں سُن کر اُس سے نہ رہا گیا۔ اُٹھ کر بھائی کے گلے سے لپٹ گیا اور آنکھوں سے آنسو بہانے لگا۔ جاسوس نے کہا "تم لوگ خدا کا شکر بجا لاؤ کہ اتنی مدت بعد دونوں بھائی مل گئے ہو۔ آج میری تمام محنت سپھل ہو گئی۔ رام چرن کی لڑکی بھی مجھے

ڈاکوؤں کے گروہ سے ہی ملی ہے۔"

بھولا نمبر ۲ نے چونک کر کہا "کون ہوگا؟ — آپ اُسی کی بات کہتے ہیں؟

**سانول سنگھ** - ہاں - وہ رام چرن کی لڑکی تیتو ہے۔

**بھولا نمبر ۲** - اُسے ہم بہت چھوٹی عمر میں اُٹھا لائے تھے۔ سردار نے اُسے اپنی لڑکی کی طرح پالا تھا۔ کیا آپ اُسے بھی لے آئے ہیں؟

**سانول سنگھ** - ہاں میں اُسے سادھو کے ٹیکے سے لے آیا ہوں وجے بہادر بھی مل گیا ہے دونوں کو اُن کے پتا کے پاس چھوڑ آیا ہوں۔ تم دونوں بھائی بھی مل گئے ہو بھولا اب رہائی پاکر اپنے مالک کے ہاں جائے گا اور تم دیگر ڈاکوؤں کے ساتھ سزا پاؤ گے مگر میں حتی الامکان تمہارے لئے کوشش کروں گا۔

---

# تتمہ

پیشی پر مجسٹریٹ کے اجلاس میں سب حاضر ہوئے۔ راما گرہ - رام چرن - وجے بہادر بھولا - پرسن کے آدمی - گاؤں کے زمیندار تھانے ڈاکو وغیرہ سب کو حاضر ہونا پڑا۔ سانول سنگھ جاسوس بھی وہاں پہنچ گئے۔ ڈاکوؤں پر رام چرن پانڈے اور پرسن کے مکان پر ڈاکہ ڈالنے کا الزام لگایا گیا۔ پہلے رام چرن کا بیان لیا گیا۔ اُنہوں نے داروغہ اور سانول سنگھ سے جو کہا تھا اب بھی وہی کہا۔ ان کے بعد وجے بہادر کا اظہار ہوا۔ اُنہوں نے کہا "کہ میں رام چرن پانڈے یعنی اپنے ہونے والے سُسر کے ہاں آیا تھا —"

سرکاری وکیل نے بات کاٹ کر کہا "شادی سے پیشتر ہی سُسرال میں آنے کا دستور ہندوؤں میں ہے؟"

وجے بہادر۔ دستور تو پہلے نہیں تھا مگر اب تعلیم یافتہ لوگ اسے بُرا نہیں سمجھتے اب شادی سے پیشتر ہی سسرال جا کر اور دیکھ سُن کر شادی کرتے ہیں۔

سرکاری وکیل۔ تو آپ وہاں کس کام کے لئے گئے تھے؟

وجے بہادر۔ انہوں نے ایک وصیت لکھی تھی۔ اُسے سُنانے کے لئے میرے پتا کو بلایا تھا مگر وہ نہیں جا سکے اس لئے مجھے جانا پڑا۔

سرکاری وکیل۔ بیاہ سے پہلے ہی وصیت؟

اِسی اثنا میں رام چرن کے وکیل نے اُٹھ کر اُن کی طرف سے اپنا بیان پیش کیا۔ کہ بابو راما نو گرہ کی اپنے بھائیوں اور برادری والوں سے دشمنی ہے۔ اِس لئے انہوں نے یہ کام بہت جلدی چھپا کر کیا تھا۔

سرکاری وکیل۔ اچھا پھر؟

وجے بہادر۔ میں وہیں جب رات کو سو گیا تو آدھی رات کے وقت مکان میں کسی قدر شور و غل ہوا۔ تو میں دیکھنے کے لئے اُٹھ کر باہر آیا۔ وہاں پانچ چھ آدمی کھڑے تھے اُن میں سُسر جی کا نوکر بھولا بھی تھا۔

سرکاری وکیل۔ بھولا کو آپ پہچانتے تھے۔

وجے بہادر۔ نہیں۔ اُسی دن پہلی مرتبہ دیکھا۔ اُس دن رات کو اُس نے اپنا لباس تبدیل کر لیا تھا۔

سرکاری وکیل نے بھولا کو دکھا کر کہا۔ "اِسی آدمی کو آپ نے اُس رات کو دیکھا تھا"۔

وجے بہادر۔ ہاں صاحب! پہلے اِسی نے مجھے دھکا دے کر گرایا تھا۔ پھر اور دوسرے پکڑ کر میرا مُنہ باندھ دیا۔ تاکہ میں بول نہ سکوں۔ اُسی دم مجھے کچھ ایسی چیز سنگھا دی کہ میں بیہوش ہو گیا۔

سرکاری وکیل۔ تو پھر آپ ہوش میں کب آئے؟

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

بھولا کا بھائی ہمیں ان سے کچھ دشمنی نہیں تھی سنگم لال نے ان کے مکان پر ڈاکہ ڈالنے اور
وجے کو قتل کرنے کیلئے کہا تھا مگر ہم نے وجے کا خون نہیں کیا۔ بلکہ بکرا ذبح کر کے خون بہا دیا
کہ سنگم لال کو یقین ہو جائے دراصل ہم وجے کو اٹھا لائے تھے۔

**سرکاری وکیل۔** مگر تم نے تو سنگم لال سے روپیہ لے کر بھی اس کا کام نہ کیا۔
"ہاں صاحب! نہیں کیا کیونکہ ہم لوگ ناحق کسی کا خون نہیں بہا سکتے ہمیں یہ سردار کا حکم ہے"۔

پھر اس کے بعد اس نے رام چرن کی لڑکی بتو کے لے جانے کا حال بھی کہا۔
بھولا کا بھائی سرکاری گواہ بن کر بچ گیا۔ ڈاکوؤں کو سات سال۔ پانچ سال اور
تین سال قید با مشقت کی سزا ہوئی۔

رام چرن نے بھولا کو تھوڑی سی زمین خریدی وہ اسی میں کھیتی باڑی کر کے اپنا پیٹ پالنے
لگا۔ اس کا بھائی جس کا نام ڈاکوؤں نے بھوندو رکھا تھا۔ اسی کے ساتھ رہنے لگا۔ مقدمے
میں چھوٹ جانے کے بعد اس کی زندگی میں حیرت انگیز تبدیلی آ گئی اس نے ایشور کے
بھجن میں اپنی باقیماندہ زندگی کے دن بسر کرنے شروع کئے رام چرن نے اپنے خرچ سے
بھولا کی شادی کرا دی۔ مگر بھوندو تمام عمر کنوارا ہی رہا۔ رام چرن نے اپنی دونوں بیٹیوں
کی شادی کر دی۔ بتو کی ایک ڈاکٹر سے شادی ہو گئی۔ اور متو کی وجے بہادر سے۔ مقدمے
کے دو ماہ بعد پنڈائن کا انتقال ہو گیا۔ بڑی دھوم دھام سے اس کا کریاکرم شرادھ کیا اس
کے نام سے انہوں نے پنڈائن پاٹھ شالہ کھول دی اور اس کے خرچ کا پورا پورا
انتظام کر دیا۔ پنڈائن کے انتقال کے ایک سال بعد رام چرن بھی سرگباش ہو گئے
ان کی دونوں لڑکیوں اور وجے بہادر نے بڑی شان و شوکت سے ان کا شرادھ کرم کیا
سانول سنگھ بھی کبھی کبھی ان دونوں لڑکیوں کے ہاں جاتے اور ٹھیرتے تھے۔

# تمام شد

# اِسی مُصنّف

کے

نہایت دلچسپ ۔ سنسنی خیز اور معرکۃ الآرا

دیگر

# جاسوسی ناول

نہایت سستے اور تاجرانہ قیمت پر حاصل کرنے کیلئے ۸ کے ٹکٹ بطور فیس ممبری بھیجکر ہمیشہ کیلئے

**مستقل خریدار**

بن جائیے اور مفصلہ ذیل ناول نہایت ارزاں قیمت پر منگا کر ملاحظہ فرمائیے

| | | | |
|---|---|---|---|
| پُرانا پاپی عہ/ | اندر جال ۱۲/ | مقدس تصویر ۱۲/ | منولا افیونی ۱۰/ |
| طلسمی کھنڈر ۱۰/ | گور گھٹال ۱۴/ | چندر ہار ۱۴/ | |

نوٹ: مستقل خریداروں سے ¾ قیمت چارج کی جائے گی۔

المشتہر منیجر جاسوس کتاب گھر ڈپو ۔ لاہور

[illegible]



[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

## [illegible]

ނިމުނީ

[illegible]

# انقلاب فرانس کے متعلق دلچسپ و سبق آموز ناولوں کا سلسلہ

## پہلا ناول

(زیر تیاری)

# شاہ لوی پانزدہم

(زیر تیاری)

آزادی کیلئے جدوجہد کرنیوالی ہر قوم کیلئے ان قوموں کی جدوجہد کا مطالعہ نہایت سبق آموز ہوتا ہے جنہوں نے کر خود کسی کی غلامی سے آزادی حاصل کی ہو۔ اسی لئے ہم نے ارادہ کیا ہے کہ ہم اپنے کرمفرماؤں کو اس قسم کے تاریخی ناول وقتاً فوقتاً نذر کرتے رہیں چنانچہ مندرجہ بالا ناول اس سلسلہ کا پہلا ناول ہوگا اسمیں فرانس کے بادشاہ لوی پانزدہم کے دربار اور حرام سرا کے سنسنی خیز اسرار ہدیہ ناظرین کئے جائینگے جس سے ناظرین از خود اندازہ لگا سکینگے کہ اہل فرانس کو کس قسم کے ظلم اور زیادتیاں فرمانروائے ملک اور اُس کے منہ لگے رؤسا، امرا مصاحبین اور انکے ملازمین و حاشیہ نشینوں کے ہاتھوں برداشت کرنی پڑی تھیں جس سے انہوں نے اسکے پوتے لوی شانزدہم کے عہد میں انقلاب عظیم پیدا کرکے نجات حاصل کی۔ اس سلسلہ میں کم از کم بیس ناول ہدیہ ناظرین ہونگے جن کی تیاری میں ناشر کو متعدد مترجموں سے امداد لینے کی ضرورت پڑیگی۔ اسلئے ضروری ہے کہ شائقین اس سلسلہ کی مستقل خریداری منظور فرما کر اس پستکالیہ کے معاونین یا ممبران کی ذیل میں اپنا نام نامی درج کرالیں تاکہ ان کی حوصلہ افزائی سے کام کسی قدر وسیع پیمانہ پر شروع کیا جا سکے اور انہیں ہر کتاب کیلئے زیادہ عرصہ تک منتظر نہ رہنا پڑے۔

ملنے کا پتہ۔ لالہ نرائن دت سہگل اینڈ سنز تاجران کتب لوہاری دروازہ لاہور